مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

نبوت 1348ھش

نومبر 1969ء

-: ایڈیٹر :-

محمد اسلم شاد منگلا

مجلس خدام الاحمدیہ کا ستائیسویں
مرکزی سالانہ اجتماع کا ایک
طائرانہ منظر

منیر احمد ناصر مرحوم معتمد
مجلس خدام الاحمدیہ ضلع
سرگودھا
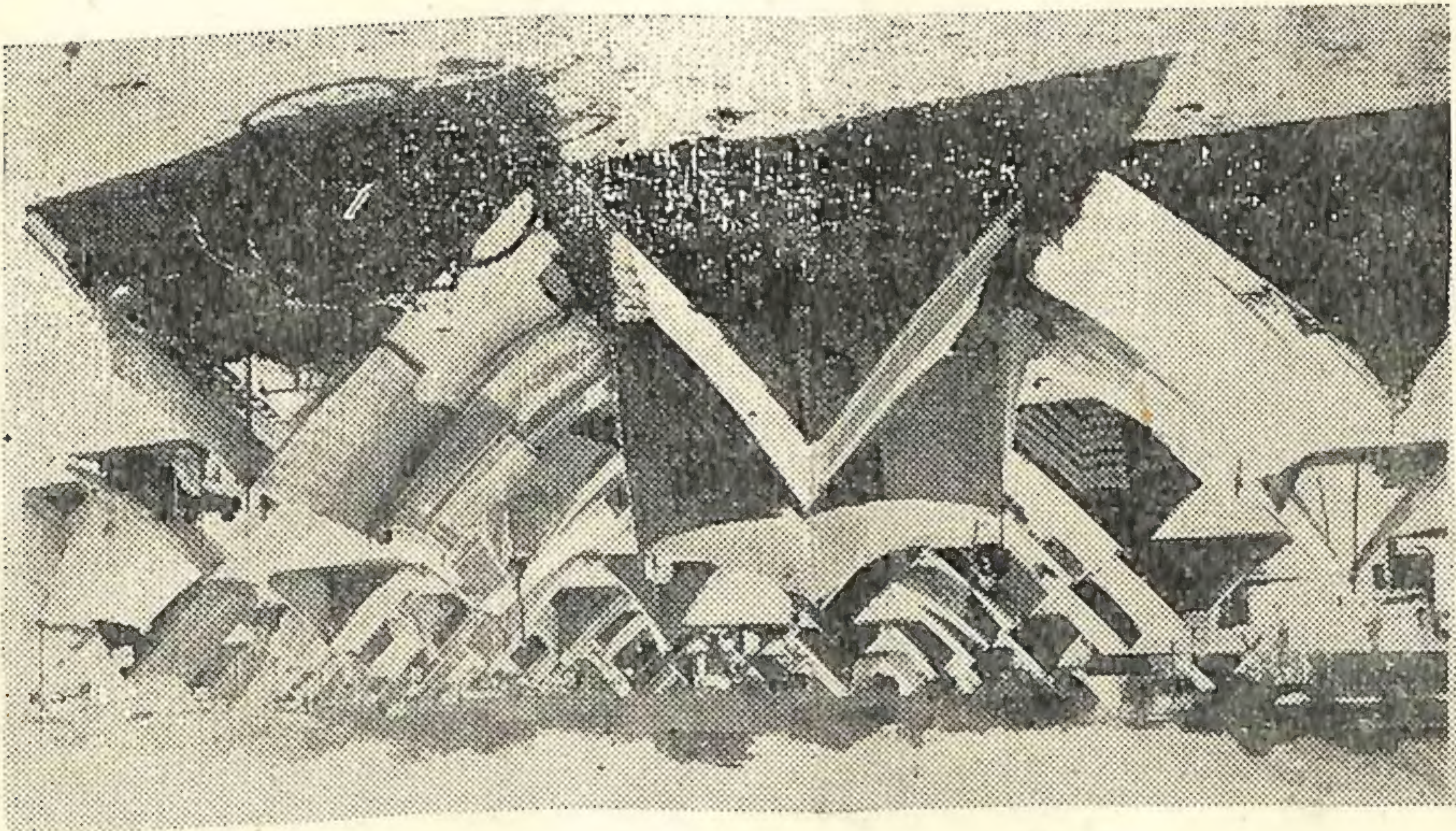
اجتماع میں خدام کے رہائشی خیموں کی چند قطاریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

جلد ۱۵ — شمارہ ۱۱

شعبان ۱۳۸۹ھ ❁ نبوت ۱۳۴۸ھش

نومبر ۱۹۶۹ء

مدیر اعلیٰ :- محمد اسلم شاد۔ منگلا

مدیران :- سید علی ظفر۔ منور احمد انیس

نائبین :- منصور احمد خاں۔ عبدالکریم خالد

قیمت سالانہ چھ روپے ❁ قیمت فی پرچہ ۶۰ پیسے

محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا۔

ترتیب

ادارہ

گذارشات

نیا سال اور رمضان المبارک

خدام الاحمدیہ کے نئے سال کا آغاز ہوچکا ہے۔ اور رمضان المبارک کی آمد آمد ہے جب یہ شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس وقت آپ خدا تعالےٰ کے فضل سے رمضان المبارک کی برکات سے مستفیض ہو رہے ہونگے۔ خدا تعالےٰ ہمیں رمضان المبارک کی برکات سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ جس طرح رمضان المبارک کی آمد پر ایک مومن اپنی غفلتوں اور سستیوں کی چادر اتار کر نئے عزم اور نئی روح کے ساتھ احکامات الٰہی بجا لانے میں مستعد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہم بھی اس بابرکت مہینہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی تمام غفلتوں اور سستیوں کو چھوڑتے ہوئے اور اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے آستانۂ الٰہی پر جھک جائیں۔ تا ہمارا خدا ہماری کمزوریوں پر پردہ ڈالتے ہوئے ہمیں پہلے سے بڑھ کر کام کرنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائے۔ اور حضور ایدہ اللہ خلیفۃ المسیح کی خواہشات کے مطابق ہمیں اسلام کی حقیقی روح اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔

سلطان القلم کے سپاہیوں کے نام

اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے اسلام کے احیاء اور تجدید کے لئے حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ مخالفین اسلام کے خلاف دن رات قلم کے جہاد میں مصروف رہے اور دشمنانِ اسلام کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو "سلطان القلم" کے خطاب سے نوازا گیا۔ پس ہم جنھیں آپ کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کو قلم کے جہاد کے لئے تیار کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں جو قرآن کریم کی تفسیر اور علم و معرفت کے دریا بہائے گئے ہیں ان سے استفادہ حاصل کریں۔ اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات دینے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے سلطان القلم کے سپاہیوں میں داخل ہو جائیں۔ ہم آپ کی نگارشات کے منتظر ہیں۔ امید ہے کہ آپ حضرت المصلح الموعودؓ کے ارشاد کی تعمیل

میں اپنے رسالہ کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھیں گے۔

سورہ بقرہ کی پہلی سترہ آیات

جیسا کہ خدام بھائیوں کو معلوم ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔ کہ ہر فرد جماعت کو سورۂ بقرہ کی پہلی سترہ آیات معہ ترجمہ وتفسیر یاد ہونی چاہئیں۔ پس اس ارشاد کی تعمیل میں، ہمارا فرض ہے کہ جلد از جلد ہم ان آیات کو حفظ کر کے ان کا ترجمہ اور تفسیر سیکھ لیں۔ اور امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خلافت کی برکات سے مستفیض ہو جائیں ؛

ذرا اپنا جائزہ لیجئے

کہ

- ○ کیا آپ دن میں پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں ؟
- ○ کیا آپ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں ؟
- ○ کیا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی کوئی کتاب ان دنوں آپ کے زیر مطالعہ ہے ؟
- ○ کیا آپ نے کسی دوست تک احمدیت کا پیغام پہنچایا ہے ؟
- ○ کیا آپ نے کسی ضرورت مند کی مدد کر کے خدمتِ خلق کا فریضہ سرانجام دیا ہے ؟
- ○ کیا آپ خدام الاحمدیہ کی مقامی تنظیم سے پوری طرح تعاون کر رہے ہیں ؟
- ○ کیا آپ نے اپنے ذمہ واجب الادا تمام چندے ادا کر دیئے ہیں ؟

ایک حقیقی خادم کی طرف سے

ان سب سوالوں کا جواب مثبت صورت میں ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو کوشش کریں کہ آپ اپنے آپ کو اس ابتدائی معیار پر لا سکیں۔

یاد رکھیئے کہ آپ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے ایک ممبر ہیں۔ صحیح معنوں میں احمدیت کے خادم بننے کی کوشش فرمائیں !!

قال اللہ تعالیٰ

معارف القرآن

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًاۙ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًاۙ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ان آیات میں ایک طرف تو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی خدمات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی جان دینے کا اس قدر جوش پایا جاتا ہے کہ جب وہ اپنے کم دست اور کثیر التعداد دشمنوں کے مقابل پر جاتے ہیں۔ تو وہ اپنے گھوڑوں کو ایڑیاں مارتے اور ان کو دوڑاتے اور گرداتے چلے جاتے ہیں اور اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ ان کے گھوڑے زندہ رہتے ہیں یا مرتے ہیں۔ مگر دوسری طرف اُن میں ایسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق اسلامی پائے جاتے ہیں۔ کہ جب وہ عین دشمن کے سر پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس وقت یکدم حملہ نہیں کرتے۔ بلکہ منزل کرتے ہیں۔ اور کھانا پکاتے ہیں۔ اور رات بسر کرتے ہیں۔ پھر جب صبح ہوتی ہے۔ تب حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تمام عمر یہ معمول رہا کہ آپ کبھی رات کو حملہ نہیں کرتے تھے اور نہ صحابہ کو شبخون مارنے کی اجازت دیتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا میں صحابہؓ کے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ آج مکہ میں مسلمان مغلوب ہیں۔ وہ قریش کے بڑے بڑے رؤساء کی نگاہ میں مقہور اور ذلیل ہیں۔ دشمن اُٹھتا ہے اور انہیں بے دریغ تکالیف دینا شروع کر دیتا ہے اسے کسی خلق کی پرواہ نہیں۔ وہ اپنا واحد مقصد یہ سمجھتا ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کو دُکھ دے۔ خواہ اخلاق میں سے کوئی ایک خلق بھی اس کے پاس نہ رہے۔ مگر یاد رکھو۔ ایک دن یہ بے کس اور کمزور نظر آنے والے لوگ بھی ترقی کر جائیں گے۔ اور اونٹوں کی بجائے گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنی جانیں خدا تعالےٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے آئیں گے۔ عربوں کے لئے گھوڑا عجیب چیز تھی صرف نجدیوں کے پاس گھوڑے ہوا کرتے تھے۔ اور نجدیوں سے مکہ والے بڑے گھبراتے تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ پیشگوئی کرتا ہے کہ ایک دن آنے والا ہے جب مسلمان طاقتور ہو جائیں گے اور اپنے پاس کثرت سے گھوڑے رکھنے لگیں گے۔ تم سمجھتے ہو کہ چونکہ مسلمان کمزور ہیں۔ اس لئے جانیں دے رہے ہیں۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ جب یہ طاقتور ہو جائیں گے۔ جب یہ گھڑ چڑھے سوار بن جائیں گے اس وقت بھی یہ اپنی جانیں قربان کرنا اپنے لئے انتہائی باعث فخر سمجھیں گے۔ اور ان میں اس قدر جوش ہوگا۔ کہ وہ اپنے گھوڑوں کو ایڑیاں مارتے اور انہیں منزل مقصود کی طرف دوڑاتے چلے جائیں گے"۔

(تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم حصہ سوم صفحہ ۱)

قال الرسولؐ

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ شَیْءٍ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا کے تول میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی۔

تشریح:۔ اعلیٰ اخلاق دین کا آدھا حصہ ہوتے ہیں اور اسلام نے اخلاق پر انتہائی زور دیا ہے۔ حتیٰ کہ اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اخلاق سے بڑھ کر خدا کے ترازو میں کسی چیز کا وزن نہیں۔ اور ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ جو شخص بندوں کا شکر گزار نہیں بنتا وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں بن سکتا۔ دراصل اعلیٰ اخلاق ہر نیکی کی بنیاد ہیں۔ حتیٰ کہ روحانیت بھی درحقیقت اخلاق ہی کا ایک ترقی یافتہ مقام ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا نے اخلاق کی درستی پر بہت زور دیا ہے اور اس بارے میں اتنی حدیثیں بیان ہوئی ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام نے اعلیٰ اخلاق کے مظاہرہ کے لئے کسی حقدار کے حق کو نظر انداز نہیں کیا۔ خدا سے لے کر بندوں تک اور پھر بندوں میں بادشاہ سے لے کر غلام تک ہر ایک کے بارے میں حسن خلق کی تاکید فرمائی ہے افسر ماتحت باپ بیٹے۔ خاوند بیوی۔ بہن بھائی۔ ہمسایہ۔ اجنبی۔ دوست دشمن انسان۔ حیوان، ہر ایک کے حقوق مقرر فرمائے۔ اور پھر ان حقوق کو بہترین صورت میں ادا کرنے کی ہدایت دی ہے۔ اور کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم اپنے ملنے والوں کو مسکراتے ہوئے چہرہ سے مل کر ان کے دل کو خوش کرو تو یہ بھی تمہارا ایک نیک خلق ہوگا۔ اور تمہیں خدا کے حضور ثواب کا مستحق بنائے گا۔ اور دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں کہ رستہ چلتے ہوئے اگر کوئی کانٹے دار چیز یا پاؤں کو پھسلانے والا چھلکا یا ٹھوکر لگانے والا پتھر یا بدبو پیدا کرنے والی گندگی نظر آئے تو اسے رستہ سے ہٹا دو۔ تا کہ تمہارا کوئی بھائی اس کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا نہ ہو۔

(چالیس جواہر پارے صفحہ ۱۱۶-۱۱۵)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں۔ کیونکہ وہ خدا میں محو نہیں ہوتے اور اوپر سے قوت نہیں پاتے۔ اس لئے ان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں۔ سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو۔ ٹھٹھا، ہنسی، کینہ وری، گندہ زبانی، لالچ، جھوٹ، بدکاری، بدنظری، بدخیالی، دنیا پرستی، تکبر، غرور، خود پسندی، شرارت، کج بحثی سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملیگا۔ جب تک وہ طاقت بالا جو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کر لے جائے تمہارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو۔ بلکہ ایک مُردہ ہو جس میں جان نہیں۔ اس حالت میں نہ ہو تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ نہ اقبال اور دولتمندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو۔ سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ رُوح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اُترتی ہے۔ تمہارا منہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے۔ تم ابناء السماء بنو۔ نہ ابناء الارض۔ اور روشنی کے وارث بنو نہ تاریکی کے عاشق۔ تا تم شیطان کی گذرگاہوں سے امن میں آجاؤ۔ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے۔ دن سے کچھ غرض نہیں۔ کیونکہ وہ پُرانا چور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔" (کشتی نوح ص ۶۰-۶۱)

اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ۴۹-۱۳۴۸ ہجری شمسی کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے حسب ذیل عہدیداروں کے تقرر کا اعلان کیا ہے :۔

۱ ۔ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب۔	(نائب صدر)
۲ ۔ " سمیع اللہ صاحب سیال۔	(معتمد)
۳ ۔ " حمید احمد صاحب خالد۔	(مہتمم خدمت خلق)
۴ ۔ " مولوی اللہ بخش صاحب۔	(مہتمم تعلیم)
۵ ۔ " محمد اسلم صاحب صابر۔	(مہتمم تربیت)
۶ ۔ " عبدالرشید صاحب غنی۔	(مہتمم مال)
۷ ۔ " صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب۔	(مہتمم عمومی)
۸ ۔ " عبدالرزاق صاحب۔	(مہتمم صحت جسمانی)
۹ ۔ " خلیفہ صباح الدین صاحب۔	(مہتمم وقار عمل)
۱۰ ۔ " رفیق احمد صاحب ثاقب۔	(مہتمم صنعت و تجارت)
۱۱ ۔ " منور شمیم صاحب خالد۔	(مہتمم تحریک جدید)
۱۲ ۔ " چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب۔	(مہتمم مجالس بیرون)
۱۳ ۔ " عطاء المجیب صاحب راشد۔	(مہتمم اطفال)
۱۴ ۔ " قریشی نور الحق صاحب تنویر۔	(مہتمم اصلاح و ارشاد)
۱۵ ۔ " مولوی صدیق احمد صاحب۔	(مہتمم تجنید)
۱۶ ۔ " محمد اسلم صاحب شاد منگلا۔	(مہتمم اشاعت)
۱۷ ۔ " مولوی سلطان محمود صاحب انور۔	(مہتمم مقامی)
۱۸ ۔ " مبارک احمد صاحب کاٹھ گڑھی۔	(محاسب)

رمضان المبارک کے روزوں میں شریعت نے کیا حکمتیں رکھی ہیں

مومنوں کا فرض ہے کہ وہ ان بابرکت ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں

حضرت امیر المومنین المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے اہم ارشادات

روزوں کا ایک روحانی فائدہ

یہ بھی ہے کہ اس سے انسان خدا تعالےٰ سے مشابہت اختیار کر لیتا ہے خدا تعالےٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نیند سے پاک ہے انسان ایسا تو نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی نیند کو بالکل چھوڑ دے مگر وہ اپنی نیند کے ایک حصّہ کو روزوں میں خدا تعالےٰ کے لئے قربان ضرور کرتا ہے۔ سحری کھانے کے لئے اٹھتا ہے تہجد پڑھتا ہے۔ عورتیں جو روزہ نہ بھی رکھیں وہ سحری کے انتظام کے لئے جاگتی ہیں کچھ وقت دعاؤں میں اور کچھ نمازوں میں صرف کرنا پڑتا ہے اور اس طرح رات کا بہت کم حصّہ سونے کے لئے باقی رہ جاتا ہے۔ اور کام کرنے والوں کے لئے تو گرمی کے موسم میں دو تین گھنٹے ہی نیند کے لئے باقی رہ جاتے ہیں۔ اس طرح انسان کو اللہ تعالےٰ سے ایک مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ انسان کھانا پینا بالکل تو نہیں چھوڑ سکتا مگر پھر بھی رمضان میں اللہ تعالےٰ سے وہ ایک قسم کی بہت مشابہت ضرور پیدا کر لیتا ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالےٰ سے خیر ہی خیر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح انسان کو بھی روزوں میں خاص طور پر نیکیاں کرنے کا حکم ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص غیبت، چغل خوری اور بدگوئی وغیرہ بری باتوں سے پرہیز نہیں کرتا۔ اس کا روزہ نہیں ہوتا۔ گویا مومن بھی کوشش کرتا ہے کہ اس سے خیر ہی خیر ظاہر ہو۔ اور وہ غیبت اور لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے۔ اس طرح وہ اس حد تک خدا تعالےٰ سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے جس حد تک ہو سکتی ہے اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ہر چیز اپنی مثل کی طرف دوڑتی ہے۔ فارسی میں ضرب المثل ہے کہ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالےٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ بن جاتا ہے۔

پھر روزوں کا روحانی رنگ میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا الہام انسانی قلب پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس کی کشفی نگاہ میں زیادہ جلا اور نور پیدا کر دیا جاتا ہے۔ درحقیقت اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی عادت تو نہیں مگر اس میں عادت سے ایک مشابہت ضرور پائی جاتی ہے۔ انسان کی طرح اس کی آنکھیں نہیں مگر وہ بصیرت ضرور ہے اس کے کان نہیں مگر وہ سمیع ضرور ہے اسی طرح گو اس میں کوئی عادت نہیں پائی جاتی مگر اس میں یہ بات ضرور پائی جاتی ہے کہ جب وہ ایک کام کرتا ہے تو اسے دہراتا ہے انسانوں میں [illegible] یہ بات پائی جاتی ہے بعض لوگوں کو ہاتھ یا پَیر ہلانے کی عادت ہوتی ہے اور وہ بار بار ہلاتے ہیں اور عادت کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ کوئی بات بار بار کی جائے اور یہ بات اللہ تعالیٰ میں بھی ہے کہ جب وہ ایک خاص موقعہ پر اپنا فضل نازل کرتا ہے تو اس موقعہ پر بار بار فضل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ماتحت چونکہ رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا تھا۔ اس لئے اگر اس رسول کی اتباع کی جائے جس پر قرآن کریم نازل ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی عادت سے مشابہت رکھنے والی صفت کے ماتحت ان لوگوں کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت کی وجہ سے دنیا سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے تعلقات نہیں رکھتے۔ کھانے پینے اور سونے میں کمی کرتے ہیں ۔ بے ہودہ گوئی وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے نوازتا اور ان پر رؤیا صادقہ اور کشوف صحیحہ کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اسرارِ غیبیہ سے مطلع کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا بھی ایک الہام ہے کہ ؎

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اس میں بھی وہی عادت والی بات بیان کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ بہار میں اپنی رحمت کی شان دکھائی تھی۔ اس لئے جب پھر موسم بہار آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کہتی ہے کہ اب کے میرے بندے کیا کہیں گے۔ اس لئے ہم پھر اپنی شان دکھاتے ہیں اور اگر بندے اس سے فائدہ اٹھائیں تو اگلی بہار میں پھر وہی انعام نازل ہوتا ہے۔ غرض کلامِ الٰہی کو اگر درخت تصور کر لیا جائے تو جو صفت الٰہی عادت کے مشابہ ہے وہ ہر رمضان میں اسے جھنجھوڑتی ہے اور اس سے مومنوں کو تازہ بتازہ پھل حاصل ہوتے ہیں۔

پھر روزوں سے اس رنگ میں بھی روحانیت ترقی کرتی ہے۔ کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے کھانا پینا ترک کرتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اس کی راہ میں مرنے کو تیار ہے اور جب وہ اپنی بیوی سے مخصوصہ تعلقات منقطع کرتا ہے تو اس بات پر آمادگی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنی نسل کو بھی برباد کر دینے کے لئے تیار ہے۔ اور جب وہ روزوں میں ان دونوں اقسام کے نمونے پیش کر دیتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ

کی لقاء کا مستحق ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ سے تعلق ہونے اور روحانیت کے مضبوط ہو جانے سے وہ شخص ہمیشہ کے لئے گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ پھر رمضان کے ذریعہ استقلال کی عادت بھی ڈالی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ نیکی متواتر ایک عرصہ تک چلتی ہے۔ انسان دن میں کئی کئی مرتبہ کھانے کا عادی ہوتا ہے۔ غرباء اور امراء شہری اور دیہاتی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تمام ایام میں کئی دفعہ کھاتے ہیں۔ مگر رمضان میں تمام کھانے سمٹ سمٹا کر صرف دو بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں دوسرے ایام میں وہ ساری رات سوئے رہتے ہیں وہاں رمضان کے ایام میں انہیں تہجد اور سحری کے لئے اٹھنا پڑتا ہے اور دن کو بھی قرآن کریم کی تلاوت میں اپنا کافی وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ غرضیکہ رمضان کے ایام میں اپنی عادت کی بہت کچھ قربانی کرنی پڑتی ہے اور یہ قربانی ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ متواتر ایک مہینہ تک بغیر ناغہ کے کرنی پڑتی ہے۔ پس روزوں سے استقلال کا عظیم الشان سبق ملتا ہے اور درحقیقت بغیر مستقل قربانیوں کے کوئی شخص خدا تعالےٰ کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ حقیقی محبت جوش دلانے سے تعلق نہیں رکھتی۔ اور نہ وہ عارضی ہوتی ہے بلکہ حقیقی محبت استقلال سے تعلق رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا ہے کہ آپؐ کی ایک بیوی نے چھت سے ایک رسّہ اس لئے لٹکا رکھا ہے کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے انہیں اونگھ آنے لگے تو اس کا سہارا لے لیں۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ کوئی عبادت نہیں۔ عبادت وہی ہے جسے انسان بشاشت سے ادا کر سکے اور جس کے نتیجہ میں ایسا ملال پیدا نہ ہو جو اس کے دوام اور استقلال کو قطع کرنے کا موجب بن جائے۔

اسی طرح روزوں کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مومنوں کو ایک مہینہ تک اپنے جائز حقوق کو بھی ترک کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ انسان گیارہ مہینے حرام چھوڑنے کی مشق کرتا ہے مگر بارہویں مہینہ میں وہ حرام نہیں بلکہ حلال چھوڑنے کی مشق کرتا ہے یعنی روزوں کے علاوہ دوسرے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے ہم کس طرح حرام چھوڑ سکتے ہیں مگر روزوں کے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے لئے کس طرح حلال چھوڑ سکتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حلال چھوڑنے کی عادت پیدا کئے بغیر دنیا میں حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں اکثر فساد اس لئے نہیں ہوتے کہ لوگ حرام چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر فساد اس لئے ہوتے ہیں کہ لوگ حلال کو بھی ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ بہت ہی کم ہیں جو ناجائز طور پر کسی کا حق دبائیں۔ مگر وہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ ہیں جو لڑائی اور جھگڑے کو پسند کر لیں گے مگر اپنا حق چھوڑنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوں گے۔ سینکڑوں پاگل اور نادان دنیا میں ایسے ہیں جو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دنیا میں عظیم الشان فتنہ و فساد پیدا کر دیتے ہیں۔ اور

اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ دنیا کا امن تباہ
ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذاتی قربانی کریں۔ تو
دنیا سے جھگڑے اور فساد مٹ سکتے ہیں اور نہایت
خوشگوار امن قائم ہو سکتا ہے۔ پس رمضان کا
مہینہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صرف حرام ہی نہ
چھوڑو بلکہ خدا تعالےٰ کے لئے اگر ضرورت پڑ جائے
تو حلال یعنی اپنا حق بھی چھوڑ دو۔ تا کہ دنیا میں نیکی
قائم ہو اور خدا تعالےٰ کا نام بلند ہو۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلامی عبادتیں اپنے
اندر کئی قسم کے سبق رکھتی ہیں۔ بعض سبق ایسے
ہوتے ہیں جو ہر عبادت سکھاتی ہے اور بعض سبق
ایسے ہیں جو ساری عبادتوں کی مجموعی حالت سے
پیدا ہوتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح خدا تعالےٰ کے
پیدا کردہ عالم میں ہمیشہ یہ نقشہ نظر آتا ہے۔
کہ اس کا ہر فرد اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے
پھر دو افراد مل کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں۔
پھر دو سے زیادہ افراد مل کر ایک حقیقت پیدا
کرتے ہیں۔ پھر سارا عالم اپنے اندر ایک حقیقت
رکھتا ہے۔ یہی حال عبادتوں کا ہے اور جس قدر
قانونِ قدرت میں ایک ترتیب اور ربط موجود ہے
اسی طرح عبادتوں میں بھی ربط ہے۔ مگر یہ بات
صرف شریعت اسلامیہ ہی کو حاصل ہے۔ باقی شرائع
میں نہیں۔ ان میں نماز، زکوٰۃ اور روزہ کی قسم
کی عبادتیں ہیں۔ مگر ان کا آپس میں کوئی ربط نہیں
وہ ایسی ہی ہیں۔ جیسی بکھری ہوئی اینٹیں۔ لیکن
شریعت اسلامیہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ
اس کا ہر حکم اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے پھر سارے
کے سارے احکام مل کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں
اس کی ایک مثال نماز اور روزہ ہے۔ نماز اپنی
ذات میں ایک سبق رکھتی ہے اور روزہ بھی اپنی ذات
میں ایک سبق رکھتا ہے مگر پھر نماز اور روزہ ملکر
ایک اور سبق رکھتے ہیں۔

اگر نماز نہ ہوتی اور صرف روزے ہوتے
تو یہ سبق رہ جاتا۔ اور اگر روزے نہ ہوتے اور صرف
نماز ہی ہوتی۔ تب بھی یہ سبق رہ جاتا۔ بے شک
روزے اپنی ذات میں مفید ہیں اور نماز اپنی ذات
میں مفید ہے جس طرح اسلام کی ساری عبادتیں اپنی
اپنی ذات میں مفید ہیں۔ لیکن نماز اور روزہ مل کر
ایک نیا سبق دیتے ہیں۔ جس کی طرف میں اس موقعہ
پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

نماز کا اصل مقام طہارت ہے جسے وضو
کی حالت کہتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وضو کر کے
نماز کے لئے بیٹھ جاتا ہے۔ وہ نماز ہی کی حالت
میں ہوتا ہے۔ نماز اس حالت کا انتہائی مقام ہے
ورنہ اصل نماز مومن کی وہ قلبی کیفیت ہے۔ جو
وضو سے تعلق رکھتی ہے اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ
وضو کی کیا حقیقت ہے۔ وضو کے ذریعہ جو فعل ہم
کرتے ہیں وہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب
تک کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ خواہ پیشاب یا خانہ

کے رنگ میں خارج ہو خواہ مرد و عورت کے تعلقات کے ذریعہ سے خارج ہو یا ایسے رنگوں میں خارج ہو جن سے طہارت کو نقصان پہنچتا ہو۔ غرض وضو کا مدار کسی چیز کے جسم سے نہ نکلنے پر ہے۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ نماز کی طہارت کا مدار اس امر پر ہے۔ کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ لیکن روزہ کی طہارت کا مدار اس امر پر ہے۔ کہ کوئی چیز جسم کے اندر داخل نہ ہو۔ بے شک روزہ میں مرد و عورت کے تعلقات سے بھی روکا گیا ہے۔ مگر یہ اس لئے ہے کہ روزہ کی حالت میں انسان کی کلی توجہ اور طرف نہ ہو۔ ورنہ روزہ کا اصل مدار کسی چیز کے جسم میں داخل نہ ہونے پر ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ روزہ کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہو۔ اگر صرف نماز ہی ہوتی اور وضو صرف ظاہری صفائی ہوتا۔ تو کہا جاتا کہ اس سے مراد صرف ہاتھ منہ اور پاؤں کا دھونا ہے اسی طرح اگر روزہ ہوتا اور کوئی چھوٹی موٹی چیز کھالی جاتی تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ روزہ سے مراد فاقہ کرانا ہے۔ لیکن جسم سے کچھ خارج ہونے سے وضو کا باطل ہو جانا اور کسی چیز کے جسم میں داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جانا بتاتا ہے کہ کسی چیز کے خارج ہونے کا نماز سے اور کسی چیز کے اندر داخل ہونے کا روزہ سے تعلق ہے۔ اور ان دونوں کو ملا کر یہ لطیف بات نکلتی ہے۔ کہ انسان طہارت میں اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ دو احتیاطیں نہ

نہ کرے یعنی بعض چیزیں اپنے جسم سے نکلنے نہ دے اور بعض چیزیں داخل نہ ہونے دے۔ اگر ہم ان دو باتوں کا لحاظ رکھ لیں کہ بعض کو داخل نہ ہونے دیں۔ تو طہارت کامل ہو جاتی ہے۔ نماز اور روزہ سے مجموعی طور پر انسان کو یہ گر سکھایا گیا ہے۔ کہ ہر انسان کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض چیزوں کے جسم سے نکلنے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ ان کو نکلنے نہ دے۔ اور بعض چیزوں کے جسم میں داخل ہونے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے انہیں داخل نہ ہونے دے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی گندی چیزیں ہیں جن کا نکلنا روحانیت کے لحاظ سے مضر ہوتا ہے۔ دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ گند کا نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ کیا ایسے گند بھی ہیں جن کا نہ نکلنا اچھا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گند ایسے بھی ہیں جن کا نہ نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کی طبیعت میں غصہ زیادہ ہے اگر کسی موقعہ پر اسے سخت غصہ آگیا۔ مگر وہ اسے نکلنے نہیں دیتا تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ کہ نیک اور متقی آدمی کو بھی غصہ آجاتا ہے مگر وہ اُسے روک لیتا ہے جیسے نماز کے وقت اس بات کا لحاظ رکھ لیتا ہے کہ اس وقت ایسی چیزیں ظاہر نہ ہوں۔ جو وضو کو باطل کر دیں۔

بعض کیفیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ روک دینے

کم نکلتی ہیں۔ اور اگر انہیں نکلنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا
جائے تو بڑھ جاتی ہیں۔ غصہ بھی ایسی ہی کیفیات میں
سے ہے ہمارے ہاں محاورہ بھی یہی ہے کہتے ہیں۔ کہ
اب تو آپ نے غصہ نکال لیا ہے اب جانے دو۔ یعنی
گالی گلوچ یا مار پیٹ کے ذریعے سے غصہ کا اظہار کر لیا
ہے لیکن اگر وہ اسے دبا لیتا اور روک لیتا ہے تو
وہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دل میں
کوئی برا خیال پیدا ہو مگر وہ اسے روک لے اور اس
پر عمل نہ کرے تو یہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے غرض
قلب کے بعض ایسے حالات ہوتے ہیں کہ اگر انہیں ظاہر
کیا جائے تو طہارت باطل ہو جاتی ہے لیکن اگر ان کو
دل ہی میں رکھیں تو نیکی بن جاتی ہے۔ یہ سبق نماز سے
حاصل ہوتا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ کوئی چیز جسم میں داخل
نہ ہونے دی جائے اس کی مثال جھوٹ استہزاء۔
چغل خوری اور غیبت وغیرہ کی باتیں ہیں ان کا نہ
سننا بھی نیکی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی باتیں روحانیت
سے عاری کر دیتی ہیں۔ بعض اخلاق فاضلہ مکمل
کرنے کے لئے ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا ضروری
ہوتا ہے۔ کہ بعض قسم کے گندوں کو باہر نہ نکلنے دیا
جائے اور بعض کو اندر نہ داخل ہونے دیا جائے۔
روزہ ہمارے لئے یہ سبق رکھتا ہے کہ ہم ان تمام
ناپاک اور گندی باتوں سے بچیں جن کو اپنے اندر
داخل کرنے سے ہماری روحانیت باطل ہو جاتی ہے
اور ہم اللہ تعالےٰ کے قرب سے محروم ہو جاتے ہیں

اس سوال کا جواب کہ روزے صرف رمضان
کے مہینہ میں ہی کیوں رکھوائے جاتے ہیں۔ سارے
سال پر ان کو کیوں نہ پھیلا دیا گیا یہ ہے کہ جب تک
تواتر اور تسلسل نہ ہو صحیح مشق نہیں ہو سکتی۔ ہر مہینہ
میں اگر ایک دو دن کا روزہ رکھ دیا جاتا تو اس سے
کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک وقت کے کھانے
میں تو بعض اوقات سیر وغیرہ کے باعث دیر ہو جاتی
ہے۔ یا بعض اوقات اور مصروفیتوں کے باعث
بھی نہیں کھایا جا سکتا مگر کیا اس سے بھوک اور
پیاس کو برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے
حکومت بھی فوجیوں سے متواتر مشق کراتی ہے۔
یہ نہیں کہ ہر مہینہ میں ایک دن ان کی مشق کے لئے
رکھ دے۔ تو جو کام کبھی کبھی کیا جائے۔ اس سے
مشق نہیں ہو سکتی۔ مشق کے لئے مسلسل کام کرنا
نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے
پورے ایک ماہ کے روزے مقرر فرما دیئے۔ تاکہ
مومنوں کو خدا تعالیٰ کیلئے بھوکا پیاسا رہنے اور رات کو عبادت
کیلئے اٹھنے اور دن کو ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم کی عادت
ہو اور ان کی روحانی صلاحیتیں ترقی کریں۔

غرض رمضان کا مہینہ اللہ تعالےٰ کی طرف
سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لے کر آتا ہے
یوں تو اللہ تعالےٰ کے انعام اور احسان کے دروازے
ہر وقت ہی کھلے رہتے ہیں اور انسان جب چاہے
ان سے حصہ لے سکتا ہے۔ صرف مانگنے کی دیر ہوتی

ہے - ورنہ اس کی طرف سے دیر نہیں لگتی - کیونکہ
خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی نہیں چھوڑتا - ہاں بندہ
خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بعض دفعہ دوسروں کے دروازہ
پر چلا جاتا ہے - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
نے جنگِ بدر کے بعد ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پریشانی
کے عالم میں اِدھر اُدھر پھر رہی تھی - اسے جو بچہ
بھی نظر آتا وہ اسے اٹھا کر اپنے گلے سے لگا لیتی
اور پیار کر کے چھوڑ دیتی - آخر اسی طرح تلاش
کرتے کرتے اسے اپنا بچہ مل گیا - اور وہ اسے لے کر
اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی - رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا - اس
عورت کو اپنا بچہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی
اللہ تعا کو اپنے گم شدہ بندہ کے ملنے سے خوشی ہوتی
ہے - سو اس رحیم و کریم ہستی سے تعلق پیدا کرنا
کوئی مشکل امر نہیں - ہر گھڑی رمضان کی گھڑی ہو سکتی
ہے - اور ہر لمحہ قبولیت دعا کا لمحہ بن سکتا ہے اگر
یہ دیر ہوتی ہے تو بندہ کی طرف سے ہوتی ہے -
لیکن یہ بھی اس کے احسانات میں سے ہی ہے
کہ اس نے رمضان کا ایک مہینہ مقرر کر دیا تاکہ
وہ لوگ جو خود نہیں اُٹھ سکتے - ان کو ایک نظام
کے ماتحت اُٹھنے کی عادت ہو جائے - اور ان کی
غفلتیں ان کی ہلاکت کا موجب نہ ہوں -

پس یاد رکھو کہ روزے کوئی مصیبت نہیں
ہیں اگر یہ کوئی دکھ کی چیز ہوتی تو انسان کہہ سکتا
تھا کہ میں دُکھ میں کیوں پڑوں - لیکن جیسا کہ اوپر
بتایا جا چکا ہے روزے دکھوں سے بچانے اور
گناہوں سے محفوظ رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی لقاء
حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں - اور گو بظاہر یہ ہلاکت
کا باعث معلوم ہوتے ہیں - کیونکہ انسان فاقہ کرتا
ہے - جاگتا ہے - بے وقت کھانا کھاتا ہے جس
سے معدہ خراب ہو جاتا ہے اور پھر ساتھ ہی اس
کے یہ احکام بھی ہیں - کہ صدقہ و خیرات زیادہ کرو
اور غرباء کی پرورش کا خیال رکھو - مگر یہی قربانیاں
ہیں جو اسے خدا تعالیٰ کا محبوب بناتی ہیں اور یہی قربانیاں
ہیں جو قومی ترقی کا موجب بنتی ہیں (الفضل ۱۴ فروری ۱۹۶۲ء)

کلام سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

مَیں اپنے پیاروں کی نسبت ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں اور ان کی نگاہ رہے نیچی

وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شیروں کی طرح غرّاتے ہوں
ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں تو منہ میں کف بھر لاتے ہوں

وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر امید جمائے بیٹھے ہوں
وہ ادنیٰ ادنیٰ خواہش کو مقصود بنائے بیٹھے ہوں

شمشیر زباں سے گھر بیٹھے دشمن کو مارے جاتے ہوں
میدانِ عمل کا نام بھی لو تو چھپتے ہوں گھبراتے ہوں

گیدڑ کی طرح وہ تاک میں ہیں شیروں کے شکار پہ جانے کی
اور بیٹھے خوابیں دیکھتے ہوں وہ ان کا جُوٹھا کھانے کی

اے میری الفت کے طالب یہ میرے دل کا نقشہ ہے
اب اپنے نفس کو دیکھ لے تُو وہ ان باتوں میں کیسا ہے

گر تیری ہمّت چھوٹی ہے گر تیرے ارادے مُردہ ہیں
گر تیری اُمنگیں کوتہ ہیں گر تیرے خیال افسردہ ہیں

کیا تیرے ساتھ لگا کر دل میں خود بھی کمینہ ہو جاؤں
ہوں جنّت کا مینار مگر دوزخ کا زینہ ہو جاؤں

مَیں واحد کا ہوں دلدادہ اور واحد میرا پیارا ہے
گر تو بھی واحد بن جائے تو میری آنکھ کا تارا ہے۔

تُو ایک ہو ساری دنیا میں کوئی ساتھی اور شریک نہ ہو
تو سب دنیا کو دے۔ لیکن خود تیرے ہاتھ میں بھیک نہ ہو

(کلامِ محمود)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٭ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

صدر محترم کا پیغام خدام کے نام

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ مَیں خدام کے نام پیغام دوں۔ اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے مَیں امام الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو آپ کی خدمت میں پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے۔ جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے: اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے مَیں اس کو بچاؤں گا۔"

"اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔ اور اس کے بندوں پر رحم کرو۔ اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو۔ گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولیٰ

کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو۔ جو آسمان سے نازل ہوتی۔ اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ۔ اور صاف ہو جاؤ۔ اور پاک ہو جاؤ۔ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے۔ یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکہ دو۔ کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو۔ تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو۔ کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو۔ اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا۔ جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ۔ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں۔ اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں۔ وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ

جو اس کے لئے آگ میں ہے۔ وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وُہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دُنیا سے توڑتا ہے۔ وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو۔ تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو۔ تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ۔ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔"

"سو اَے وَے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو۔ کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے۔ وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر اک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔"

مَیں امید رکھتا ہوں کہ سب خدام ان نصائح کو بار بار پڑھیں گے۔ اور اپنے ذہنوں میں ہر وقت مستحضر رکھیں گے اور اپنے اعمال کو ان ارشادات کے مطابق ڈھالنے کی عادت حاصل کریں گے۔ اور اپنے اندر ایک نیک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے

خدا تعالیٰ ہم سب کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

والسلام ناصر احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

الوداعی تقریب

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۹ اخاء (اکتوبر) بعد نماز عصر "ایوان محمود" میں مجلس مرکزیہ کے سابق صدر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو الوداع کہنے اور نئے صدر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ایم۔اے کو خوش آمدید کہنے کی غرض سے ایک دعوتِ عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ کے اراکین، قائدین اضلاع اور دیگر مقامی احباب کے علاوہ از راہِ شفقت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی شرکت فرمائی۔

اجلاس کی کارروائی حضور پُرنور کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی جو کہ مکرم نور الحق صاحب تنویر نے کی۔ بعدہٗ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب سابق معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں مجلس مرکزیہ کی طرف سے ایڈریس پیش کیا۔ جو کہ درج ذیل ہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واحباب کرام!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام آج کی یہ خصوصی تقریب محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تین سالہ کامیاب عہدِ صدارت کے کامیاب اختتام کے موقع پر اپنے دلی جذباتِ عقیدت و تشکر کے اظہار اور دعا کی خاطر منعقد کی گئی ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کا مجلس خدام الاحمدیہ سے نہایت گہرا اور دیرینہ تعلق رہا ہے۔ ایک عام خادم سے لیکر عہدۂ صدارت پر متمکن ہونے تک آپ نے مختلف حیثیتوں سے مجلس خدام الاحمدیہ کی جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں وہ یقیناً قابلِ ستائش اور لائقِ تقلید ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی تاریخ شاہد ہے

کہ آپ سلسلہ کے سپرد جو بھی ذمہ داری کی گئی آپ نے اسے نہایت دیانتداری، خلوص اور محنت سے سنبھالنے کی پوری کوشش فرمائی۔ دو مختلف ادوار میں آپ مقامی مجلس کے قائد رہے اور حسن کارکردگی کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا۔

آج سے نو برس پیشتر ۱۳۴۵ہجری شمسی میں آپ مرکزی مجلس عاملہ کے رکن بنے اور مسلسل چھ برس تک نائب صدر کے عہدے پر فائز رہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بحیثیت نائب صدر آپ نے کارکردگی کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ اور صدرِ مجلس کے دست و بازو بنے رہے۔ اس دوران آپ کو مہتمم صحت جسمانی کی حیثیت سے بھی گرانقدر خدمات کا موقع ملا۔ آپ کی گہری دلچسپی اور شبانہ روز کوششوں کے ذریعہ اس شعبے کو حیاتِ نو ملی۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت منعقد ہونے والا سالانہ آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ جو اپنی عمر کی پانچ منازل طے کر چکا ہے آپ ہی کے زمانۂ اہتمام کی یادگار ہے جسے ہمارے اس وقت کے صدر مجلس نے آپ کی دلچسپی اور محنت کے اعتراف کے طور پر آپ ہی کے نام سے معنون کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ اس وقت ملک کا بہترین اور چوٹی کا کبڈی ٹورنامنٹ کہلانے کا مستحق ہے اور اس کی تمام تر کامیابی کا سہرا بجا طور پر آپ ہی کے سر ہے۔ کبڈی اور والی بال ٹورنامنٹوں کے انعقاد کا انتظام کرنے کے علاوہ نوجوانوں کی عام جسمانی صحت کو اعلیٰ معیار پر لانے کے لئے بھی آپ نے خصوصی جدوجہد فرمائی چنانچہ کتاب "ورزش کے زینے" آپ کی ان کوششوں کی ایک درخشندہ مثال ہے۔

گذشتہ تین سال کے دوران صدر مجلس کی حیثیت سے آپ نے جو خدماتِ جلیلہ سرانجام دیں ان میں نمایاں ترین بات یہ نظر آتی ہے۔ کہ آپ نے خلافت کے استحکام کی طرف خدام کو تقریر و تحریر کے ذریعے خصوصی توجہ دلاتے ہوئے ان کے دلوں میں یہ بات راسخ کرنے کی سعیٔ بلیغ فرمائی کہ خلافت سے وابستگی ہمارا فرضِ منصبی اور جزوِ ایمان ہے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی جاری کردہ تحریکات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عظیم جدوجہد فرمائی۔ آپ نے حضور ایدہ اللہ کی بیان فرمودہ پالیسی اور لائحۂ عمل کی روشنی میں مجلس کے کاموں کو صحیح نہج پر ڈالا اور کام کے بعد نتائج کے فوری جائزوں کا سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ آپ کے دورِ صدارت میں مختلف شعبہ جات نے جو غیر معمولی ترقی کی۔ وہ اس طریق کار کا شیریں ثمر ہے۔

آپ کے دورِ صدارت میں وقوع پذیر ہونے والی ہمہ جہت ترقی کی چند نمایاں ترین جھلکیاں اظہار تشکر کے طور پر پیش ہیں۔

منصب صدارت سنبھالنے سے قبل مجالس خدام و اطفال کے چندہ جات محاصل خالص کی مجموعی آمد ۹۰،۳۰۰ روپے تھی جو امسال ترقی کر کے ۱،۵۷،۲۶۰ روپے تک جا پہنچی ہے۔ مرکز میں مجالس

سے آنیوالی ماہانہ رپورٹوں کی اوسط ۱۱۴ سے بڑھ کر ۳۳۵ ہو گئی ہے۔

سالانہ اجتماع میں مجالس کی نمائندگی ۱۷۷ تھی جبکہ امسال ۲۴۷ مجالس کے نمائندگان شریک ہوئے۔

مرکزی تربیتی کلاس میں تین برس قبل ۱۴۱ مجالس کے ۱۱۳ خدام شریک ہوئے تھے۔ جبکہ امسال ۱۶۵ مجالس سے ۳۰۵ خدام شامل ہوئے۔

شعبہ اشاعت میں اس رنگ میں خصوصی ترقی ہوئی کہ رسالہ جات خالد و تشحیذ آمد و خرچ کے لحاظ سے پہلی بار حقیقی معنوں میں اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوئے ہیں۔

دفاتر خدام الاحمدیہ کے پورے بلاک کی تعمیر کے علاوہ زیر تعمیر ایوانِ محمود کے بعض اہم مراحل بھی آپ ہی کے زمانہ میں طے ہوئے۔ اور چندہ تعمیر ہال میں گذشتہ تین برس کے دوران مجموعی طور پر ۱۰۱۳۰۰۰ روپے کی آمد ہوئی ہے۔ اور مجلس کا ریزرو فنڈ ۸۰۰۰ سے بڑھ کر اب بفضل خدا ۸۵۰۰۰ روپے تک پہنچ گیا ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی ایک نمایاں خوبی آپ کی باغ و بہار شخصیت ہے ہر ایک سے نہایت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے ملنا۔ اور ساتھیوں اور ماتحتوں کی بہترین انداز میں رہنمائی کرنا، ان میں دلی بشاشت اور کام میں لگن پیدا کرنے کا موجب بنتا رہا ہے۔ پھر آپ کا ایک نمایاں وصف آپ کی پرہمت اور فعّال طبیعت ہے کہ گزشتہ نو برس کے دوران آپ نے بڑی کثرت سے ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی مجالس میں دورے کئے اور موقع پر پہنچکر ان کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہے۔ جس کے انتہائی خوشکن نتائج برآمد ہوئے۔

طوالت کے خوف سے آپ کی دیگر خدمات کا تذکرہ نا تمام چھوڑتے ہوئے آخر میں ہم اپنے محبوب و محترم صدر صاحب کو دلی دعاؤں کے ساتھ پُرخلوص الوداع کہتے ہیں۔ اور حضور ایدہ اللہ اور دیگر حاضر احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ محترم میاں صاحب کو آئندہ بھی بیش از پیش خدماتِ دینیہ کی توفیق بخشتا رہے۔ ہر رنگ میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور مجلس خدام الاحمدیہ کو آئندہ بھی نہایت مخلص، لائق، محنتی اور بے لوث خدمت کرنے والے کارکنان عطا فرماتا رہے۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ اپنے قیام کی غرض کو پورا کرتے ہوئے دن دُونی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جائے۔ آمین۔ والسلام

(مورخہ ۲۹ ر اخاء / اکتوبر ۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء) ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

بعدہٗ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ان الفاظ میں ایڈریس کا جواب دیا:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و ثنا اسی کو جو ذاتِ جاودانی

ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

حقیقت یہ ہے کہ انسان نہ تو تعریف کا مستحق ہے نہ تعریف کرنے کا اہل ہے۔ اور یہ دونوں باتیں خدا تعالےٰ ہی کو لائق ہیں۔ جو تمام خوبیوں کا منبع اور تمام خوبیوں اور کمزوریوں پر نظر رکھنے والا ہے۔ جو امور آپ کے سامنے اس دورِ صدارت کی کامیابیوں کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ ان کا ایک دوسرا رُخ یہ ہے کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو جو توقعات ہم خدام سے تھیں مَیں جانتا ہوں کہ ہم ان کو پورا نہیں کر سکے۔ اور یہ کامیابیاں اگر ان توقعات کی روشنی میں دیکھی جائیں۔ تو کامیابیوں کی بجائے ناکامیوں کی ایک کہانی ہے حقیقت یہ ہے کہ جس تربیتی کلاس کی کامیابی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق اگر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خاص ہدایت اور راہنمائی حاصل نہ ہوتی تو اس سے پہلے جو ہم حضور کی خواہش کو پورا کرنے کے قابل نہ ہو سکے تھے اس پر حضور کا رنج ہمارے لئے تازیانہ ثابت نہ ہوتا تو کبھی بھی وہ کامیابی حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ صدر کی حیثیت خدام میں سب سے زیادہ خادم کی ہونی چاہیئے۔ اور اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ اسے ہمیشہ اپنے آقا و امام خلیفۂ وقت کے فرمان کا تابع بلکہ ہمیشہ کوشش برآوازِ آقا رہنا چاہیئے۔ اس پہلو سے حتی المقدور اور دیانتداری سے میں نے کوشش کی کہ حضور کے منشا کے مطابق اور حضور کی فرمودہ ہدایات کے پیش نظر خدام کی تربیت کی جائے۔ مگر میں جانتا ہوں اور بغیر کسی مبالغے کے کہتا ہوں کہ واقعاتی طور پر مَیں جانتا ہوں کہ میں پوری طرح اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔ اللہ تعالےٰ مجھے معاف فرمائے۔ مَیں آپ بھائیوں کے پُرخلوص جذبات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ سب سے پہلے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح سے اور اس کے بعد آپ سب بھائیوں سے کہ اللہ تعالےٰ میری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائے۔ اور جو کچھ مجلس عاملہ کے کارکنان اور قائدین ضلع اور دیگر خدام کی ضروری کوششوں اور اخلاص کے نتیجہ میں حاصل ہوا ہے اُسے قبول فرمائے۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت ہی بصیرت افروز تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں حضور نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے کام کو سراہتے ہوئے ان کی خدمات قبول ہونے اور نئے صدر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کو صحیح رنگ میں خدمات بجا لانے کی توفیق ملنے کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ حضور کا یہ بصیرت افروز خطاب جو نہایت بیش قیمت ہدایات اور ارشادات پر مشتمل تھا چالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدہٗ حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی ٭

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ہاتھوں سے

لائبریری مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا افتتاح

مؤرخہ ۲۹ ۸/۶۹ بروز بدھ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے سوا چار بجے ایوان محمود (دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ) میں تشریف لاکر لائبریری مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا افتتاح فرمایا۔ جب حضور ایدہ اللہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مہتممین مرکزیہ اور قائدین ضلع کے جلو میں لائبریری میں تشریف لائے، تو مکرم منیر الحق صاحب شاہد ایم۔ اے منتظم لائبریری نے حضور کا استقبال کیا۔ حضور ایدہ اللہ نے لائبریری کی کتب کو ملاحظہ فرمایا۔ جو ترتیب کے ساتھ الماریوں میں رکھی ہوئی تھیں۔ منیر الحق صاحب نے حضور کو لائبریری میں کتب کی ترتیب سے آگاہ کیا۔ الفضل کے پرانے فائل ملاحظہ فرماتے ہوئے حضور نے استفسار فرمایا کہ آیا یہ مکمل ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ الفضل کے مکمل فائل موجود ہونے چاہئیں تا حوالہ جات حاصل کرنے والوں کو سہولت رہے۔

معائنہ کے بعد مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب سابق معتمد مرکزیہ نے حضور سے درخواست کی کہ حضور سب سے پہلے اپنی پسند کی کوئی کتاب جاری کروا کر لائبریری کا افتتاح فرمادیں۔ چنانچہ حضور نے ایک کتاب پسند فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ نے کمال شفقت سے اپنے نام جاری شدہ کتاب کے آگے اپنے دستخط بھی ثبت فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ اور لائبریری سے ہال میں تشریف لے گئے جہاں صدر صاحب مرکزیہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو الوداع کہنے کی غرض سے تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اس لائبریری میں اردو۔ عربی۔ فارسی اور انگریزی میں مختلف مضامین کی تقریباً ایک ہزار کتب ہیں جو ایک اچھا آغاز ہے ان کتب کو ترتیب دینے میں مکرم منیر الحق صاحب شاہد ایم۔ اے جو آجکل کراچی میں لائبریری سائنس میں ایم۔ اے کر رہے ہیں نے کافی وقت دیا۔ اور کافی محنت کے بعد ان کو مروّج طریق کے مطابق ترتیب دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء ؛

(مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد

درسگاہِ محمدی کا مقدس نصاب

اور

اُس کے ۲ دو ابتدائی اسباق

قرآن عظیم ہمارے محسن حقیقی اور ربّ جلیل کی املا کردہ آخری شریعت اور درسگاہ محمدیؐ کا مقدس ترین آسمانی نصاب ہے جس کی تعلیم و تلقین اور جس کی عالمگیر حکومت کے قیام کے لئے اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور ہر احمدی اسی قرآنی درسگاہ کا طالب علم ہے جس کی زندگی کا حقیقی مقصد جہاد بالقرآن کے سوا کچھ نہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو دنیا کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے، اور آپ اس کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تاکہ آپ جب تعلیم سے فارغ ہو جائیں۔ تو ان مدرسوں کی جگہ کام کریں۔ جو آج دنیا کو تعلیم دے رہے ہیں۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ھش ۱۳۲۲ ۱۹۴۳ء صفحہ ۱۲۸)

پھر بالخصوص احمدی نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صحیح معنوں میں احمدی دنیا میں جو سمجھتے ہیں کہ احمدیت کے دنیا میں غالب آجانے کے معنے یہ ہیں کہ یورپ، امریکہ، جاپان چین، غرضیکہ دنیا کے ہر ملک کے بڑے بڑے مورخ، فلاسفر، سائنسدان لائے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ تمہارے شاگرد ہیں ان کو پڑھاؤ اور پھر اس کے لئے تیاری کرتے ہیں۔"

(الفضل ۱۴ر شہادت ھش ۱۳۲۲ اپریل ۱۹۴۳ء)

تعلیم قرآن اور اشاعت قرآن کے دونوں مراحل چونکہ اللہ کے فضل کے بغیر طے نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ کا فضل عاجزانہ اور پُرسوز دعاؤں کے بغیر جذب نہیں ہو سکتا اس لئے حضرت مصلح موعود نے خدام الاحمدیہ کے قیام کے ابتدائی دور ہی میں نوجوانانِ احمدیت کو ذکر الٰہی اور تہجد کے التزام کی خصوصی تحریک فرمائی بلکہ اسے دینی روح کا معیار قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"خدام کا فرض ہے کہ کوشش کریں کہ سو فیصدی نوجوان تہجد کے عادی

ہوں یہ ان کا اصل کام ہوگا جس سے
سمجھا جائیگا کہ دینی روح ہمارے نوجوانوں
کے اندر پیدا ہوگئی ہے۔ قرآن کریم
نے تہجد کے بارے میں اَشَدُّ وَطْأً
فرمایا ہے یعنی یہ نفس کو مارنے کا بڑا
کارگر حربہ ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کو
دیکھنا چاہیئے کہ کتنے نوجوان باقاعدہ
تہجد گزار ہیں۔ کتنے بے قاعدہ ہیں۔
باقاعدہ تہجد گزار وہ سمجھے جائیں گے جو
سو فیصدی تہجد ادا کریں۔ سوائے اس
کے کہ کبھی بیمار یا رات کو کسی وجہ سے
دیر سے سوئیں۔ یا سفر سے واپس ہوں
اور صبح اُٹھ نہ سکیں۔ اور بے قاعدہ
سمجھے جائیں جو ہفتہ میں ایک دو دفعہ
ہی ادا کریں۔"

(الفضل ۷ ماہ وفا ۱۳۲۳ ہش جولائی ۱۹۴۴ء)

اس کے علاوہ حضورؓ نے ایک مرتبہ کھلے لفظوں میں یہ خبر دی کہ

"ہمیں اپنے بچوں کی صحت کا خاص خیال
رکھنا چاہیئے کیونکہ اس وقت جو بوجھ
ہمارے کندھوں پر ہے اس سے
ہزار گنے زیادہ بوجھ ان کے
کندھوں پر ہوگا۔"

(منہاج الطالبین صفحہ ۶۶ تقریر ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء)

وہ مبارک اور موعود عہد جس کی پیشگوئی حضرت مصلح موعود
سیدنا محمودؓ نے فرمائی تھی۔ چالیس سال کے بعد
۸ نومبر ۱۹۶۵ء (مطابق ماہ نبوت ۱۳۴۴ ہش) کو خلافت
ثالثہ کے قیام کے ساتھ شروع ہو چکا ہے اور احمدیت
کا قافلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ
کی شاندار قیادت میں اپنی منزل کی جانب پوری شان و
شوکت اور جلال و تمکنت کے ساتھ رواں دواں ہے۔
یہی وجہ ہے کہ ہمارے محبوب آقا حضرت امیرالمؤمنین
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت کے ابتدائی
ایام ہی سے جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو انوار قرآنی
سے مستفید ہونے اور آئندہ دنیا کو ان سے منور کرنے
کی تیاری کرنے کا تاکیدی حکم دے رکھا ہے۔ چنانچہ
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم القرآن کی آسمانی تحریک
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"وہ خدا جس کے ہاتھ میں نجات اور
جس کی رضاء میں انسان کی دائمی
خوشحالی ہے وہ قرآن کی اتباع کے
بغیر ہرگز نہیں مل سکتا۔ پس قرآن کریم
کا پڑھنا اور اس کا سیکھنا اور اس
پر عمل کرنا ہمارے لئے از حد ضروری
ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی کوشش
اپنی جدوجہد اور مجاہدات کو کمال
تک پہنچائیں اور جو منصوبہ قرآن کریم
کو سیکھنے سکھانے کا جماعت میں جاری
کیا گیا ہے۔ اس سے غفلت نہ برتیں۔"

(انوار قرآنی صفحہ ۲)

"میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا

ہوں اور تنبیہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت، نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو اور جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ ہو۔" (صفحہ ۴۹)

اسی سلسلہ میں مزید فرمایا۔

"سو تم قرآن کریم کو توجہ سے پڑھو اور توجہ سے سنو اور عزم اور استقلال اور صبر کے ساتھ اس پر عمل کرو۔ اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نور سے حصہ لو۔" (ایضاً صفحہ ۵۰)

پھر عظیم خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ وہ تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی مہم میں برکت ڈالے گا۔ اور ان تحریکوں کے ذریعہ انوار قرآن دنیا پر محیط ہو جائیں ... ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنے دل کو نور قرآن سے اتنا منور کرے کہ دیکھنے والوں کو اس کے وجود میں قرآنی نور ہی نظر آئے اور پھر ایک معلم اور استاد کی حیثیت سے تمام دنیا کے سینوں کو انوار قرآنی سے منور کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔"

(ایضاً صفحہ ۶۲)

قرآن مجید کے نصاب زندگی کے ابتدائی اسباق میں اشاعت و تبلیغ قرآن کے فریضہ کی ادائیگی سے قبل جن احکامات کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ ان میں سرفہرست دو حکم نہایت درجہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اوّل اقامت صلوٰۃ دوم ایتاء زکوٰۃ۔ چنانچہ خدائے عزّوجل کا ارشاد مبارک ہے۔ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ الخ (الحج ع ۵) یعنی یہ مہاجر مسلمان وہ لوگ ہیں۔ کہ اگر ہم ان کو دنیا میں طاقت بخشیں تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے۔ اور زکوٰتیں دیں گے۔ یہ گویا اس نظام نو کا نقشہ ہے جو مستقبل میں قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کی مخلصانہ جدوجہد کے نتیجہ میں اور اللہ تعالیٰ کے پاک نوشتوں کے مطابق بفضل اللہ و بعونہ قائم ہونے والا ہے ع

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی اقامت، اس کی حقیقت و کیفیت اور اس کے انقلاب انگیز روحانی اثرات و نتائج پر ایسے لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے کہ روح وجد کر اٹھتی اور دل و دماغ رضاء الٰہی کے عطر سے مہک اٹھتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

(۱) "اگر تم چاہتے ہو کہ ...... خداؤں سے

بچے رہو تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو
کہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی
تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنیوالی
بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے
کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و
قدر تمہارے لئے لائے گا۔ پس قبل
اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی
جناب میں تضرع کرو۔ کہ تمہارے لئے
خیر و برکت کا دن چڑھے۔" (کشتی نوح صفحہ ۶۵)

(۲) "نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں
ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار
ہے، درود شریف، تمام وظائف اور
اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے
ہر ایک قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں۔
اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ اسی
لئے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔"
(الحکم ۳۱ رمئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۹ بحوالہ خزینۃ الفرقان)

(۳) "روزے تو ایک سال کے بعد آتے
ہیں اور زکوٰۃ صاحب مال کو دینی پڑتی
ہے مگر نماز ہے کہ ہر ایک حیثیت کے
آدمی کو پانچوں وقت ادا کرنی پڑتی ہے
اسے ہرگز ضائع نہ کریں اسے بار بار
پڑھو اور اس خیال سے پڑھو کہ میں
ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑا ہوں
کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول
کر لیوے۔ اسی حالت میں بلکہ اسی
ساعت میں بلکہ اسی سیکنڈ میں
کیونکہ دوسرے دنیوی حاکم تو خزانوں
کے محتاج ہیں اور ان کو فکر ہوتی ہے
کہ خزانہ خالی نہ ہو جاوے اور ناداری
کا ان کو فکر لگا رہتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ
کا خزانہ ہر وقت بھرا بھرایا ہے
جب اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے
تو صرف یقین کی حاجت ہوتی ہے۔"
(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۰۱)

(۴) "تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہ ہو
تو نماز نہیں ہوتی وہ کیا ہے؟ وہ قلب
ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب
کا قیام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر
کر کے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی
کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے۔ اور روح
بھی الوہیت کے آستانہ پر
گری ہوئی ہے۔ غرض یہ حالت
جب تک پیدا نہ ہو لے اس وقت تک
مطمئن نہ ہو۔ کیونکہ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ
کے معنی یہی ہیں۔"
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۳۴-۴۳۵)

(۵) "انسانی سعی اور کوشش نماز کے ادا
کرنے میں اس سے زیادہ کیا کر سکتی ہے
کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر

اور نفی خطرات کرکے نماز ادا کریں۔ اور
کوشش کریں کہ نماز ایک گری ہوئی حالت
میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان
حمد و ثنا حضرتِ عزت اور توبہ و استغفار
اور دعا اور درود ہیں وہ دلی جوش
سے صادر ہوں لیکن یہ تو انسان کے
اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فوق العادت
محبتِ ذاتی اور خشوعِ ذاتی اور محویت
سے بھرا ہوا ذوق و شوق اور ہر ایک
کدورت سے خالی حضور اس کی نماز میں
پیدا ہو جائے گویا وہ خدا کو دیکھ لے
اور ظاہر ہے کہ جب تک نماز میں یہ کیفیت
پیدا نہ ہو۔ وہ نقصان سے خالی نہیں
اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ
متقی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں
اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گرنے
کے لئے مستعد ہے پس آیت یُقِیْمُوْنَ
الصَّلٰوۃَ کے یہ معنی ہیں کہ جہانتک
ان سے ہو سکتا ہے نماز کو قائم کرنیکی
کوشش کرتے ہیں۔ اور تکلف اور
مجاہدات سے کام لیتے ہیں۔ مگر انسانی
کوششیں بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے
بیکار ہیں۔ اس لئے اس کریم و رحیم نے
فرمایا۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی
جہانتک ممکن ہو وہ تقوٰی کی راہ سے
نماز کی اقامت میں کوشش کریں۔ پھر
اگر وہ میرے کلام پر ایمان لاتے ہیں
تو میں ان کو فقط انہی کی کوشش اور
سعی پر نہیں چھوڑونگا بلکہ میں آپ
ان کی دستگیری کروں گا۔ تب ان کی
نماز ایک اور رنگ پکڑ جائے گی۔
اور ایک اور کیفیت ان میں پیدا
ہو جائے گی جو اُن کے وہم و گمان میں
بھی نہیں تھی۔"

("حقیقۃ الوحی" صفحہ ۱۳۵-۱۳۶)

(۶) "اسلام۔۔۔۔ جہاں یہ چاہتا ہے کہ خدا
تعالیٰ کا کوئی شریک نہ ہو وہاں اس کا یہ بھی
منشاء ہے کہ نوع انسان میں مودّت اور
وحدت ہو نماز میں جو جماعت کا زیادہ
ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ
وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر وحدت کو
عملی رنگ میں لانے کی یہانتک ہدایت
اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی
ہوں اور صف بھی سیدھی ہو اور ایک
دوسرے سے ملے ہوئے ہوں مطلب
یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں
اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت
کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خود
غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب
یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ

دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۴۷-۲۴۸)

اب میں اپنے مضمون کے دوسرے حصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت اہم اور اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے تین ایسے اہم ارشادات و فرمودات ہدیۂ قارئین کرنا چاہتا ہوں جو زکوٰۃ سے متعلق ہیں۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) "یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک نیک فعل دوسرے نیک فعل کو اپنی طرف کھینچتا ہے.... جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ طبعًا.... اس گندی دنیا سے نجات پا جاتے ہیں اور اس دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو کر خدا کی محبت ان میں پیدا ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ یعنی وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ .... کیونکہ جب دنیا سے محبت ٹھنڈی ہو جائے گی تو اس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ خدا کی راہ میں خرچ کرینگے۔ اور خواہ قارون کے خزانے بھی ایسے لوگوں کے پاس جمع ہوں وہ پرواہ نہیں کریں گے اور خدا کی راہ میں دینے سے نہیں جھجکیں گے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۶۴)

(۲) "زکوٰۃ کہا ہے یُؤْخَذُ مِنَ الْاُمَرَاءِ وَیُرَدُّ اِلَی الْفُقَرَاءِ۔ امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے اس طرح سے باہم گردسرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کریں اگر نہ بھی فرض ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غرباء کی مدد کی جائے۔"

(فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۲۶)

(۳) "عزیزو یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچا وے۔ اور اس راہ میں وہ روپیہ لگا دے اور بہر حال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا

انعام پاوے کیونکہ یہ انعام ان لوگوں
کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل
ہوئے ہیں۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۷)

قرآنی نصاب کے دو ابتدائی اسباق کی تفصیل امام الزمان
حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کے الفاظ مبارک میں پیش
کرنے کے بعد بالآخر حضرت مصلح موعود کے ایک اہم ارشاد
پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں حضور نے ۱۳۲۲ھش/۱۹۴۳ء میں
تغیرات عالم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ:۔

"سورہ کہف میں ذکر آتا ہے کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھی کے ساتھ
جا رہے تھے کہ انہوں نے ایک دیوار
دیکھی جو گر رہی تھی۔ انہوں نے دیوار
کو بغیر اجرت کے دوبارہ کھڑا کر دیا۔
اور اسے گرنے سے محفوظ کر دیا۔ پھر
اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں یہ بتاتا ہے
کہ دیوار کو مضبوط بنانے میں حکمت یہ
تھی کہ اس کے نیچے دو یتیموں کا خزانہ
تھا۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ کہ
جب تک وہ بچے جوان نہ ہو جائیں ان
کا خزانہ دیوار کے نیچے محفوظ رہے۔۔۔۔
یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان دنیوی عمارتوں
کو گرا رہا ہے مگر بجائے اسکے کہ وہ یکدم
سب عمارتوں کو گرائے ان کو آہستہ آہستہ
گرا رہا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جن کے سپرد
اس عمارت کی تعمیر ہے وہ خدا تعالیٰ
کے انجینئرنگ کالج میں اسوقت پڑھ
رہے ہیں اور ابھی اپنی تعلیم سے فارغ
نہیں ہوئے۔۔۔۔ اور اس کا منشاء
یہ ہے کہ وہ اس وقت تک ان
عمارتوں کو مکمل طور پر برباد نہ کرے
جبتک خدا تعالیٰ کے کالج میں جو
لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ اس
کالج سے تعلیم حاصل کر کے فارغ
نہ ہو جائیں اور ان پر قبضہ کرنے
کے لئے تیار ہو جائیں۔ پس یہ رستہ
ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہماری جماعت کی ترقی کے لئے کھولا
گیا ہے۔ یہ تغیر ایک دن ہوگا اور
ضرور ہوگا۔ مگر آہستگی سے اس لئے
ہو رہا ہے تاکہ وہ لوگ جنہوں نے
اس پر قبضہ کرنا ہے پوری طرح
تیار ہو جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کے
کالج میں تعلیم حاصل کر لیں۔"
(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء صفحہ ۱۴۷-۱۴۸)

فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے
ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو میں کر دوں انجام خدا جانے

~~~ ٭ ~~~
~~~

مکرم محمد اعظم صاحب اکسیر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مسجد اقصیٰ

یہود کی سازش اور اُس کا پس منظر

گذشتہ دنوں ماہ اگست کے آخر میں یہود نے ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق رُوحِ فلسطین "مسجد اقصیٰ" کو ختم کرنے کے سلسلے میں اسے جلا دینے کا خطرناک اقدام کیا۔ جس سے مسجد کے جنوب مشرقی حصّے کو شدید نقصان پہنچا۔ اس رُوح فرسا حادثہ نے عالم اسلام کے ہر فرد کو تڑپا دیا ہے جس کے نتیجہ میں یہودی فتنہ کو واضح کرنے کی اہمیّت بڑھ گئی ہے۔　　(ادارہ)

یہودی سازشوں کا پس منظر

بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کی ارضِ مقدسہ "وعدہ کی زمین" ہے جو یہودیوں کو وقت کی پسندیدہ اور محبوبِ خدا قوم ہونے کی وجہ سے ملی۔ نو سو (۹۰۰) سال تک بے شک یہ قوم خدا کی پسندیدہ قوم رہی۔ مگر اس کے بعد یہ یہوواہ کی نظروں سے گر گئی۔ اور خدائی غضب یہود پر بھڑکا (حزقی ایل $\frac{۲۱}{۳۰-۲۲}$) اس پر کسدیوں نے حملہ کر کے انہیں تاراج کر دیا۔ اور طویل غلامی کاٹنے کے لئے یہ قوم بابل روانہ ہوئی۔ مگر خدا کی طرف رجوع کرنے کے نتیجہ میں انہیں ایک دفعہ پھر اُٹھنے کا موقع ملا چنانچہ یہ مغضوب قوم ۵۳۷ سنہ ق م میں دوبارہ وطن لوٹنا شروع ہوئی۔ اور انہوں نے یروشلم اور ہیکل کو از سر نو تعمیر کیا۔ اس کے بعد جب وعدہ کے موافق خدائے یہوواہ نے حضرت مسیح ناصریؑ کو ان کی طرف مبعوث کیا۔ تو "رَبّی مذہب" کے زیر اثر یہ قوم بگڑ گئی۔ اور آخر کار ۳۳ سنہ ء میں مسیح کو صلیب دیئے جانے کا اپنی طرف سے کامیاب مطالبہ کر دیا۔ فرستادۂ حق کو رَدّ کرنے سے اس قوم پر پھر لعنت پڑی۔ اور یہ ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ الٰہی ہو گئی چنانچہ ۷۰ سنہ ء میں رومی فوجوں نے یروشلم اور ہیکل کو تباہ کر دیا۔ تب سے یہ قوم دنیا میں تِتّر بِتّر رہی اور ہمیشہ مار کھاتی رہی۔ تاہم سرکردہ یہودیوں میں دوبارہ اقتدار کے خیالات اُبھرتے رہے۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ کے مقام باسل پر مشہور یہودی صحافی تھیوڈور ہرزل نے ایک عالمی صیہونی کانگرس بلائی جو اس کے تصوّر

یہودی ریاست" کو عمل میں لانے کے لئے برائے غور طلب
کی گئی تھی۔ یہی تھیوڈور ہرزل جدید یہودیت اور تحریک
صیہونیت کا بانی ہے۔

تھیوڈور ہرزل کی کوششیں

اپنے نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہرزل
نے ہر ممکن کوشش کی۔ اس کا تصور فلسطین میں یہودی ریاست
کا قیام تھا۔ اس سلسلہ میں اس نے بارہا سلطان ترکی
سے ملاقاتیں کیں۔ اُن دنوں ترکی کو مالی امداد کی شدید
ضرورت تھی۔ اس موقع پر ہرزل نے یہودیوں کے
فلسطین میں آباد کئے جانے کے عوض سلطان ترکی کو
یہودی بنک کاروں کی طرف سے بھرپور مالی امداد کی
پیشکش کی۔ مگر سلطان عبدالحمید نے اس کوشش
کو ناکام کرتے ہوئے اعلان کیا۔

"مَیں یہودیوں کی ساری دولت کے
عوض بھی مسلمانوں کی ایک انچ
زمین دینے کے لئے تیار نہیں"

سُلطان ترکی سے یہ جواب پاکر یہود نے قیصر ولیم آف جرمنی
کی معرفت ترکی پر دباؤ ڈالنا چاہا مگر اس محاذ پر بھی
انہیں ناکامی کا سامنا ہوا۔ جس کے بعد وہ برطانیہ کی
طرف مڑے اور آخر اس کے ساتھ سودے بازی میں کامیاب
ہوگئے۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں اعلان بالفور کے ذریعہ
یہود کو ارض مقدسہ میں رہنے اور "یہودی ریاست"
قائم کرنے کا حق دے دیا گیا۔

دوسری طرف عربوں کو ترکی کے خلاف اکسایا
گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں جلد ہی ترکوں کو دوسرے عرب
علاقوں کے علاوہ بیت المقدس بھی خالی کرنا پڑا۔ اب
عرب علاقہ برطانیہ کے زیر انتداب آیا تو یہود کے
لئے بالواسطہ باب فلسطین کھل گیا۔ تب سے ارضِ
مقدسہ میں ان کی تعداد مسلسل بڑھتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ
۱۹۴۸ء میں ۱۴ مئی بروز جمعہ ۴ بجے ڈیوڈ بن گوریان
نے جو یہود کی نیشنل کونسل کا صدر تھا، تل ابیب کے
مقام پر آزاد حکومت کا اعلان کر دیا۔ جس کے صرف
۱۱ منٹ بعد امریکہ نے اسے تسلیم کر لیا۔ جس سے
ان کی خفیہ تنظیم اور مضبوط عالمی رابطہ کا علم ہوتا ہے
اس طرح مسلمانوں کے سینہ پر مونگ دلتی یہودی قوم
نے اپنے قدم جمالئے اور پُر امید ہو کر مزید ترقیات
کے خواب دیکھنے اور پروگرام بنانے لگا۔

یہودی سازشوں کا پیش منظر

ڈیوڈ بن گوریان کے اعلان سے تھیوڈور ہرزل
کے تصور "یہودی ریاست" کی طرف عملی قدم اٹھانا
مقصود تھا۔ جس کا ایک اہم حصہ ہیکل سلیمانی کی
دوبارہ تعمیر ہے جو مسلمانوں کے مقدس مقامات گرائے
بغیر محال ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ یہودیوں کی طرف سے
ایک پمفلٹ شائع کر کے وسیع پیمانہ پر پھیلایا گیا جو
ان کے اسی مخفی ارادہ کو اجاگر کرتا ہے اس پمفلٹ
کا نام "DOS YIDDISHE FOLK" ہے جس کے ٹائٹل
پیج پر تھیوڈور ہرزل مسجد اقصٰی کے سامنے کھڑا یہودیوں سے
کہہ رہا ہے "ہیکل میں داخل ہو جاؤ"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے پیش نظر محض اپنے ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا مقصود ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے مقدس مقامات منہدم کر کے ان کی جگہ گزرے زمانوں کے قدیم آثار کو دوبارہ کھڑا کرنا ہے۔

لمحۂ فکریہ

مسلمانانِ عالم کے لئے مقدس مقامات پر یہود کا غاصبانہ قبضہ کرلینے کا تصور بھی ناقابل برداشت ہے مگر یہ مسئلہ محض خیالی دنیا سے متعلق نہیں، بلکہ عملاً مسلمانوں میں شدید غم و غصہ اور اضطراب و اشتعال کے باوجود اس مغضوب قوم کی جرأت و جسارت میں برابر اضافہ ہو رہا ہے اور اس کی پلید نظریں دور تک اٹھ رہی ہیں۔ پس وقت ہے کہ یہودیوں کی ہوس کو روکنے کا فوری انتظام کیا جائے تا ایسا نہ ہو کہ ان کے ناپاک قدم مسلمانوں کے روح و قلب، مکہ و یثرب کی طرف بڑھنے لگیں!!!

یہود اور مسجد اقصیٰ

یہودیوں کے لئے مسجد اقصیٰ کا وجود کسی طرح بھی قابلِ برداشت نہیں۔ تھیوڈور ہرزل کے خواب کی تکمیل میں یہ مسجد سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جسے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش ان کا "فرضِ اوّلین" ہے چنانچہ ۱۹۶۵ء میں یہودیوں نے ارضِ مقدسہ پر تعمیر ہیکل کے از سرِ نو مجوزہ نقشے اور نمونے کی امریکہ میں نمائش کی اور اس موقعہ پر ایسا لٹریچر تقسیم کیا۔ جس میں مسلمانوں کے وسیع علاقہ پر یہودیوں کے حق کو ظاہر کیا گیا خصوصاً مسجد اقصیٰ کی جگہ اس مجوزہ ہیکل کی تعمیر کو پیش کیا گیا۔

اسی طرح ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں یہودیوں نے حملہ کر کے مسجد اقصیٰ کا جہاں ایک مینار گرا دیا وہاں اس کا ایک دروازہ گرانے کے علاوہ قبۃ الصخرۃ کو بھی نقصان پہنچایا۔ اور جنگ کے بعد بری طرح سے اس مقدس مقام کی بے حرمتی کی گئی۔ آوارہ جوڑوں کے ناپاک قدموں نے اسے روندا اور ہر ناشائستہ حرکت کو اس میں روا سمجھا۔

یہودیوں کے ارادے

فلسطین پر مسلط ہونے کے بعد یہود اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل میں جلد سے جلد ہیکل کی تعمیر چاہتے ہیں۔ چنانچہ جنگ کے جلد بعد نہایت قلیل عرصہ میں انہوں نے ۲۰ کروڑ ڈالر کا فنڈ بھی جمع کر لیا۔ اور اب موقع ملنے پر فوری طور پر مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنا چاہتے ہیں جو اسرائیل کے وزیر مذہبیات کے اس بیان سے واضح ہے جو اس نے جنگ کے بعد جاری کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ یہ مسجد دراصل یہودیوں کی ملکیت ہے اس لئے اس کی جگہ یہودیوں کے لئے ہیکل تعمیر کرنا ناگزیر ہے۔

مسلمانوں کی ذمہ داری اور حالتِ زار

یہودیوں کے ان خطرناک عزائم کے مقابلہ پر

مسلمانوں کی سب سے بڑی اور اہم ترین ذمہ داری روح اسلام پر قائم ہو کر اصلاح نفس کے بعد خدا سے مدد و نصرت طلب کرتے ہوئے باہم متحد ہو کر مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنا ہے مسجد اقصیٰ کی آگ خطرہ کا الارم ہے۔ اب دعویٰ داران اسلام کے امتحان کا وقت آن پہنچا ہے۔ سہ

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

اس نازک امتحان میں کامیابی کے لئے بہت جلد بیدار ہونے کی ضرورت ہے مگر حالت یہ ہے کہ باوجود چھپتر کروڑ کی تعداد اور عظیم قوت و طاقت کے کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ لاہور کا ہفت روزہ "زندگی" لکھتا ہے۔

"آج تین درجن سے زائد مسلمان ممالک اقوام متحدہ کے رکن ہیں ان کی مجموعی آبادی ساٹھ کروڑ کے لگ بھگ ہے اس کے علاوہ بھارت، روس چین میں مسلمان عظیم اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی مجموعی آبادی ۷۵ کروڑ کے قریب ہے لیکن عملی اثر و رسوخ اور عالمی سیاسیات میں تمام اسلامی ممالک مل کر بھی اتنے با اثر نہیں جتنے اسرائیل ایتھوپیا اور بھارت الگ الگ ہیں۔"

پھر مسلمانوں کے ہر ملک کی تفصیل بیان کی ہے اور آخر میں مشرق بعید کے ممالک کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

"مشرق بعید میں صرف دو اسلامی ملک ہیں ملائشیا اور انڈونیشیا۔ دونوں میں اشتراکیت کی وبا پھیل رہی ہے قوم پرستی کی افیون نے پوری قوم کا مزاج بگاڑ دیا ہے۔ لیکن اسلام کا جام صحت حکمرانوں کے نزدیک بدپرہیزی ہے۔ سچ پوچھئے تو پورے عالم اسلام کا یہی حال ہے۔ پورے عالم اسلام کو ایک ایسے مسیحا کی ضرورت ہے جو ۷۵ کروڑ فرزندان توحید کو تازہ ولولہ، عزم اور ذوق عمل بخش سکے۔"

("زندگی" لاہور ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء)

پس ان حالات میں مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے، کہ کسی "ربانی مسیحا" کی تلاش میں لگ کر ایک ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ تا وہ وقت نزدیک سے نزدیک تر آجائے۔ جب ارض مقدسہ پھر مقدسین کے ہاتھ آجائے۔ اور مسجد اقصیٰ کی عزت دوبارہ قائم ہو۔ آج سے ۲۱ برس قبل ۱۹۴۸ء میں مسیحائے زمان کے مثیل حضرت مصلح موعودؓ نے اسی نقطہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اعلان فرمایا تھا۔

"کیا یہ معاملہ صرف عرب سے تعلق رکھتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہ عربوں میں اس مقابلہ کی طاقت ہے اور نہ یہ معاملہ

صرف عربوں سے تعلق رکھتا ہے۔ سوال فلسطین کا نہیں سوال مدینہ کا ہے۔ سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے سوال زید اور بکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہو گیا ہے کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقعہ پر اکٹھا نہیں ہوگا۔"

(بحوالہ الفضل ۵ ر تبوک ۱۳۴۸ ہش)

جاگ! اے عشقِ نبیؐ کے شعلۂ خوابیدہ! جاگ!
سینۂ ایماں میں بھڑ کی مسجدِ اقصیٰ کی آگ!

قرار دادِ تعزیت

مورخہ ۲۱ ر اخاء بروز منگل بعد نماز عصر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ضلع سرگودھا کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں میر احمد ناصر معتمد مجلس ضلع سرگودھا برادر اصغر چوہدری نعمت علی صاحب نائب قائد ضلع سرگودھا کی اندوہناک وفات پر تمام ممبران نے گہرے قلبی رنج و غم کا اظہار کیا۔ قرار داد میں کہا گیا کہ ہمارے پاس ایسے الفاظ نہیں جو اس صدمہ جانکاہ میں زخمی دلوں کے لئے صبر و سکون کا باعث بن سکیں۔ لیکن بے پناہ محبت کے ساتھ شریک غم ہو کر تلقین کرنا ہمارا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سب کو ایک لڑی میں پرو دکھایا ہے۔ اور ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور یہ رشتہ دنیا کے ہر رشتہ اور تعلق سے افضل و اکمل روحانی رشتہ ہے۔

اللہ تعالےٰ کی تقدیر ایسی ہی تھی۔ ہم ناچیز بندوں کا کیا زور۔ ہم سب اس کی امانت ہیں۔ اور ہر سانس کا وہی مالک ہے اور ہم سب نے اس دنیائے فانی سے ایک نہ ایک دن منہ موڑنا ہے۔

مرحوم نہایت ہی مخلص اور صالح نوجوان تھے۔ پنجگانہ نماز باجماعت کے پابند اور اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے تمام دوستوں میں بہت مقبول تھے۔ مرحوم عرصہ ایک سال سے بطور معتمد مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کر رہے تھے۔ اور تا دم حیات مجلس کی ترقی کے لئے مصروف عمل رہے۔ عشاء کی نماز کے بعد کلیار ٹاؤن کی مسجد میں باقاعدہ قرآن پاک کا درس دینے کی بھی سعادت انہیں نصیب تھی۔ قرآن پاک اور درثمین اور کلام محمود کے اشعار بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں مقام قرب عطا فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دیوے۔ آمین۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ چوہدری نعمت علی صاحب نائب قائد ضلع سرگودھا اور انکے ضعیف العمر والدین کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کیلئے صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(مجلس عاملہ ضلع سرگودھا)

منور احمد انیس
مدیر اعلیٰ المنار (انگریزی)

لڑکا یا لڑکی ۔؟

ہولناک جوہری تباہی کا سامنا ۔ دن بدن بڑھتی ہوئی فضائی سمیت ۔ عالمگیر پیمانے پر غذائی بحران ۔ نسلی فساد مہلک بیماریاں ۔ آفات ارضی و سماوی ۔ روز افزوں ترقی پذیر شرح پیدائش ۔ بھلا کس جی سے جئے کوئی ۔؟ جینے والے پھر بھی جیتے ہیں ۔ مگر اب مزید بچوں کی ضرورت کیا ہے ۔؟ دکھیا سب سنسار سہی مگر ٹیگور نے کہا تھا کہ ہر نیا پیدا ہونیوالا بچہ یہ پیغام لیکر آتا ہے کہ خدا ابھی اپنے بندے سے مایوس نہیں ہوا ! اور یہ بھی صحیح ہے کہ انسان بھی ابھی بچوں کی پیدائش سے نہیں اکتایا ۔ ہر بچہ گھر بھر کے لئے مسرت و شادمانی ہے ۔ اور صرف ایک سال بعد ہی HAPPY BIRTH DAY رنگا رنگ پارٹیوں کا پیش خیمہ بن جاتی ہے ۔ ہمارے ملک کا محکمۂ ڈاک و تار نومولود کی ولادت پر عوام کی خوشیوں میں یوں شریک ہوتا ہے کہ اگر آپ ولادت کی خوشخبری بذریعہ تار اپنے عزیز و اقارب تک پہنچانا چاہیں تو آپ کو رعایت ہے کہ لمبے چوڑے جملے لکھنے کی بجائے ڈاکخانہ کے مقرر کردہ مبارکباد کے جملے کا نمبر لکھ دیجئے ۔ پیسے بھی بچ جائیں گے اور آپ کا پیغام شاندار رنگین لفافہ میں بند ویسے ہی نفیس کاغذ پر مکتوب الیہ تک پہنچا یا جائے گا ۔ ڈاکخانہ جو پیغام مکتوب الیہ تک پہنچاتا ہے ۔ اس کا اردو متن یہ ہے :۔ " نومولود کی ولادت پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے "۔

اس متن کا تار اگر کسی نے آپ کو بھیجا ہے تب تو صحیح ہے کیونکہ آپ نومولود سے واقف ہیں لیکن اگر آپ یہ خوشخبری دینا چاہیں تو اس جملے میں نومولود کی جنس رقم نہیں کر سکتے ۔ اور مکتوب الیہ آپ کے "وضاحتی خط" کے پہنچنے تک سوچتا ہی رہتا ہے کہ نومولود سے مراد لڑکا یا لڑکی ۔؟ گو ہم اس نامکمل پیغام سے نومولود کی جنس کا تعین نہیں کر سکتے لیکن جدید حیاتیاتی دریافتوں کے باعث ہم وراثتِ جنس کی طبعی اساس سے ضرور واقف ہیں ۔ آج ہم جانتے ہیں کہ ہم سب جنس میں کیوں منقسم ہیں کیوں نہیں لڑکے ہی لڑکے یا لڑکیاں ہی لڑکیاں ۔؟ آیئے دیکھیں کہ یہ کیوں نہیں ۔؟

جسم انسانی کے خلیات (CELLS) بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں ۔ جسدی خلیے (SOMATIC CELLS) اور تولیدی خلیے (GENERATIVE CELLS) تولیدی خلیے تولیدی اعضاء میں تشکیل پاتے ہیں اور یوں دراصل جسدی خلیے ہی ان کی تخلیق کا منبع ہیں ہر خلیہ اپنے اندر ایک مرکزہ (NUCLEUS) رکھتا ہے جس میں اس خلیے کے لونی اجسام (CHROMOSOMES) بند ہوتے ہیں ہر انسانی خلیہ کے مرکزہ میں ۴۶ لونی اجسام پائے جاتے ہیں ۔ تولیدی خلیوں میں ہونیوالی تقسیم ان اجسام کی تعداد کو یکساں رکھتی ہے ۔ دو مختلف الجنس تولیدی خلیوں کا ملاپ بار آور بیضہ (FERTILIZED OVUM) کو جنم دیتا ہے بار آور بیضہ مسلسل تقسیم کے عمل سے بڑھتا پھولتا ، رحم مادر سے نشوونما پاتا ۔ مکمل جسم انسانی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے ۔ لونی اجسام دراصل تولیدی ملاپ کے نتیجے میں پیدا ہونیوالے جسم کی تشکیل

کی اکائیاں ہیں۔ یہ اجسام بار آور بیضہ کی نشوونما کی راہ کا تعین کرتے ہیں۔ تمام توموروثی اثرات انہی اجسام کے ذریعے نسل درنسل منتقل ہوتے ہیں ان اجسام کو بھی بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ہر خلیے کے ۴۴ لونی اجسام توجسم کے ہر عضو اور ہر نظام کی ترکیب وتشکیل کرتے ہیں جبکہ باقی دو اجسام اس جسم کی جنس کا تعین کرتے ہیں اوّل الذکر کو (SOMATIC CHROMOSOMES) اور مؤخر الذکر کو SEX CHROMOSOMES کا نام دیا جاتا ہے جنسی لونی اجسام بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ نرجسم کے جنسی لونی اجسام ہر دو صورتوں میں پائے جاتے ہیں جبکہ مادہ جسم کے جنسی لونی اجسام صرف ایک ہی قسم سے مرکب ہوتے ہیں۔ جنسی لونی اجسام دو اقسام X اور Y میں پائے جاتے ہیں دو X لونی مادہ کے خلیہ میں اور ایک X اور ایک Y لونی جسم نرخلیہ میں پایا جاتا ہے۔ Y لونی جسم جسامت میں X لونی جسم سے قدرے چھوٹا ہوتا ہے۔ جسدی خلیوں میں ہر دو قسم کے لونی اجسام جوڑوں کی صورت میں ہوتے ہیں جبکہ تولیدی خلیوں میں واحد شکل میں ملتے ہیں۔ تخفیفی تقسیم REDUCTION DIVISION ان اجسام کے جوڑوں کو ختم کردیتی ہے۔ خلیات کی یہ تقسیم وہ عمل ہے۔ جس کے ذریعے جسدی خلیے تولیدی اعضاء کے اندر تولیدی خلیوں کی صورت اختیار کرتے ہیں اور یوں ہر تولیدی خلیے میں لونی اجسام کی تعداد نصف رہ جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر تولیدی خلیوں کی اس طور تقسیم نہ ہو تو صرف ایک بار کے ملاپ ہی میں ان اجسام کی تعداد دگنی ہو جائے۔ یہی تقسیم لونی اجسام کی تعداد کو مستقل رکھتی ہے۔ ہر تولیدی خلیہ ۲۳ لونی اجسام لئے ہوتا ہے اور اس کا مخالف تولیدی خلیہ سے ملاپ ـــ اس ملاپ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے جسم میں لونی اجسام کو دوبارہ ۴۶ کی تعداد تک پہنچا دیتا ہے جنسی لونی اجسام کا باہم ملاپ ہی دراصل جنس کا تعین کرتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک X لونی جسم ایک دوسرے X لونی جسم سے ملاپ کرے گا۔ تو اس کا نتیجہ ایک مادہ جسم کی تشکیل ہوگا۔ جبکہ X لونی جسم کا Y لونی جسم سے ملاپ ایک نرجسم کو جنم دیتا ہے اسے یوں سمجھئے:۔

مادہ جسم = X + X

نرجسم = X + Y

لونی اجسام کی کیمیائی ماہیّت نہایت پیچیدہ ہے اور ان اجسام کے کیمیائی مرکبات لاتعداد مختلف تعاملات کے ذریعے آئندہ نسل کی جنس اور جسدی تبدّل و مماثلت کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ اجسام بنیادی طور پر نواتی ترشوں (NUCLEIC ACIDS) سے مرکب ہوتے ہیں۔ آیئے نواتی ترشوں کی کیمیائی ماہیت پرکھیں۔ کیونکہ نواتی ترشوں کے سالمات کے کیمیائی تعاملات ہی دراصل تولیدی خلیہ کے ملاپ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے جسم کی جسدی و جنسی تشکیل کرتے ہیں ـــ سالمی حیاتیات MOLECULAR BIOLOGY کی حالیہ دریافتوں کے باعث ہمیں وراثت کی کیمیائی اساسوں کا پتہ چلا ہے۔ سب سے اہم کیمیائی اساس ایک پیچیدہ نواتی ترشہ DNA ہے جو بلاشبہ اس صدی کی سب سے عظیم دریافت ہے ہم جانتے ہیں کہ تمام زندہ اشیاء خلیات سے مرکب ہیں جو جوہروں کی قیام پذیر صورت یعنی سالمات سے بنتے ہیں ایک خلیہ کی جسامت کا اندازہ یوں لگایئے۔ کہ دس ہزار خلیات کو پہلو بہ پہلو رکھ دینے سے جو بنے کی جسامت کے مساوی ایک جسم حاصل ہوگا۔!

حیاتیاتی دنیا کا اہم ترین سالمہ DNA ہے جو وراثت کی اکائیوں (GENES) کے ذریعے موروثی اثرات نسل در نسل منتقل کرتا ہے۔ DNA سالمہ کو صرف برقی خوردبین کی مدد سے دیکھنا ممکن ہے جس میں یہ ایک لمبے ریشے کی مانند دکھائی دیتا ہے جس کا قطر اتنا چھوٹا ہے کہ اگر ایک کروڑ DNA سالمات کو پہلو بہ پہلو رکھا جائے تو یہ صرف ایک انچ جگہ گھیریں گے۔

سالمات اکبر (MACROMOLECULES) مختلف قسم کے یک سالمی مرکبات (MICROMOLECULES) سے مل کر بنتے ہیں۔ نواتی ترشوں کا ایک سالمی مرکب مرکزانچہ (NUCLEOTIDE) کہلاتا ہے۔ اور DNA ترشہ درحقیقت مرکزانچوں سے مرکب سالمۂ کلاں ہے۔ یک سالمی مرکزانچہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے ایک حصہ جانبی زنجیر کا اور دوسرا حصہ شکر کے ایک سالمہ (DEOXYRIBOSE) اور ایک فاسفیٹ گروپ سے مرکب ہوتا ہے شکر کے ہر سالمہ کی لچھٹ سے ایک جانبی زنجیر جڑی ہوتی ہے جسے اساس (BASE) کا نام دیا جاتا ہے۔ DNA میں چار قسم کی اساسیں پائی جاتی ہیں۔ دو قدرے بڑے سالمات کی جنہیں ADENINE اور GUANINE اور دو قدرے چھوٹے سالمات کی جنہیں TYHMINE اور CYTOSINE کہا جاتا ہے۔ یہ چاروں اساسیں ایک مخصوص نظم میں جانبی زنجیر سے جڑی ہوتی ہیں اور ان کی موجودگی اور جڑاؤ میں تکرار کا تسلسل بڑا مخصوص ہوتا ہے۔

نواتی ترشہ موروثی پیغامات کا پیامبر ہے۔ اور حیاتیاتی اصطلاح میں یہ آئندہ نسل کے لئے اطلاعات فراہم کرتا ہے اس پہلو کو یوں اجاگر کیا جا سکتا ہے کہ غور کیجیے کہ مطبوعہ کاغذات کے ذریعے ہم کسی طور اطلاعات کا تبادلہ کرتے ہیں انگریزی زبان کے ۲۶ حروف ابجد کو ایک مخصوص تسلسل میں تحریر کرنے سے ایک خاص نمونۂ تحریر حاصل ہوتا ہے اور اس تسلسل کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک خاص تحریر ہمیں کسی چیز کے بارہ میں اطلاعات فراہم کرتی ہے۔ DNA کے سالمہ میں ہم اساسیں ایک کثیر ترکیبی مرکزانچہ کی جانبی زنجیر سے ایک خاص تسلسل سے جڑی ہوتی ہیں اور درحقیقت یہی تسلسل کسی زندہ جسم کے موروثی پیغام کی تمام تر اطلاعات کا حامل ہوتا ہے اگر ہم ایک سالمہ میں ان اساسوں کے تسلسل کو کسی تحریر میں انگریزی حروف ابجد کے تسلسل کے مقابل پر رکھیں تو یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ایک بکٹیریائی خلیہ سے حاصل شدہ DNA میں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کی دس جلدوں کے برابر مسودات تحریر ہوتے ہیں! بلاشبہ یہ اطلاعات بہت معمولی ہیں اور صرف ایک بکٹیریائی خلیہ کی موروثی اطلاعات تک محدود ہیں۔ بڑے جانوروں اور انسانی خلیات میں DNA کی مقدار بکٹیریائی خلیہ کے مقابلہ میں ۱۰۰۰ گنا زیادہ ہوتی ہے۔

لحمیات (PROTEINS) کو عموماً خلیات کی مشینری کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ وہ خلیات کے کیمیائی تعاملات کی رہبری میں اہم کردار انجام دیتے ہیں۔ لحمیات یہ فعل مخصوص سالمات یعنی خامروں (ENZYMES) کی موجودگی ہی میں سرانجام دے سکتے ہیں۔ خامرے دراصل لحمیاتی سالمات ہیں جو مخصوص کیمیائی تعاملات کا آغاز کرتے ہیں اور ان خامروں کی عدم موجودگی میں یہ تعاملات ناممکن ہوتے ہیں۔ جسدی تنوع کے باب میں ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ایک شخص سیاہ آنکھیں رکھتا ہے جبکہ دوسرے شخص کی آنکھیں نیلی ہیں ...؟ سیاہ آنکھ اس وجہ سے پائی جاتی ہے، کیونکہ آنکھ کے قزحیہ (IRIS) میں سیاہ مادۂ رنگی (PIGMENT)

کا سالمہ موجود ہوتا ہے - مادہ رنگی کا سالمہ فرحیہ میں ایک کیمیائی عمل کی پیداوار ہے - جس میں خامرہ مخصوص فعل انجام دیتا ہے - اگر یہ خامرہ موجود نہ ہو تو سیاہ مادۂ رنگی کا سالمہ نہیں بن سکتا - اس کے علاوہ کسی بھی طرز کا مادۂ رنگی وجود میں آسکتا ہے - اس مثال سے واضح ہے کہ کس طور کیمیائی تعاملات لحمیاتی خامروں کے سالمات کی موجودگی یا عدم موجودگی میں وقوع پذیر ہوتے ہیں -

DNA سالمہ خلیہ کے اندر دوسرے سالمات کے تعاملات کو ایک خاص طرز پر کنٹرول کرنے کے قابل ہوتا ہے اس کام کیلئے وہ ایک دوسرے نواتی ترشہ RNA کی تشکیل کرتا ہے یہ نواتی ترشہ ساخت و کیمیائی ماہیت میں DNA سے ذرا سے مختلف ہوتا ہے اس میں DEOXYRIBOSE شکر کے بجائے RIBOSE نامی شکر اور CYTOSINE نامی اساس کے بجائے THYMINE نامی اساس پائی جاتی ہے - یہ ترشہ اپنی تشکیل کے بعد لحمیات کی تالیف کا براہ راست ذمہ دار ہوتا ہے - اور یوں RNA سالمات میں اساسوں کا مخصوص تسلسل DNA کے فراہم کردہ پیغامات کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے لحمیاتی تالیف RNA اور لحمیات پر مشتمل مخصوص ذرات، ذرات نخرابیہ (RIBOSOMES) میں جن کا قطر ایک انچ کے ۱۰ لاکھویں حصہ کے برابر ہوتا ہے تکمیل پاتی ہے یہ ذرات اپنے گرد تیرتے والے ۲۰ امینو ترشوں (AMINO ACIDS) میں سے چند ترشوں سے یوں ملاپ کرتے ہیں - کہ مخصوص لحمیات کی تشکیل ممکن ہو جاتی ہے پس لحمیاتی تالیف کا خاکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ عمل امینو ترشوں کے مخصوص و مناسب تسلسل کا نام ہے اور جس کا تعلق آخر DNA کا سالمہ ہے - چنانچہ اس بنیادی عمل کے لئے DNA سالمہ RNA سالمہ کو پیغامات فراہم کرتا ہے جو لحمیات اور خامروں تک پہنچائی جاتی ہیں اور یوں خلیہ کے تحولی تعاملات کو کنٹرول کیا جاتا ہے -

موروثی خواص کا تبدّل اسی طرح ہے جس طور حروف ابجد کی ترتیب غلط کر دینے سے غلط پیغام یا ناقابل فہم نمونۂ تحریر حاصل ہوگا - موروثی تبدّل بنیادی طور پر DNA سالمہ کی اساسوں کے تبدّل یا لحمیاتی تالیف کے تبدّل کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے یہ تبدّل منفی بھی ہو سکتا ہے اور مثبت بھی - مثبت تبدّل کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ آج سالمی تحقیقات کی بنیاد پر جانوروں اور پودوں کی بہتر نسل کشی کی جا رہی ہے - فصلوں کو بہتر بنایا جا رہا ہے - پودوں کی بیماریوں کو ختم کیا جا رہا ہے انسانی موروثی بیماریوں کے عمل کو سمجھ کر انہیں ختم کیا جا رہا ہے - منفی تبدّل کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ DNA اور لحمیاتی خامروں کو لاشعاعی اثرات کے ذریعے نقصان پہنچانے یا دوسرے کیمیائی مرکبات کے ذریعے ان کی ماہیت میں تبدیلی کے نتیجے میں انسانی عفریت کی پیدائش، موروثی بیماریاں وغیرہ وغیرہ - اُمید کی جاتی ہے کہ خلیات کے کیمیائی تعاملات اور DNA کے عمل کو پوری طرح سمجھ لینے کے نتیجے میں یہ ممکن ہو جائے گا - کہ انسان موروثی اثرات پر پوری طرح قابو پالے اور من پسند بچوں کی پیدائش عام ہو جائے (اور یوں محکمہ ڈاک و تار سے گزارش ہے کہ وہ بھی جنس کے اس راز سے پردہ اٹھانے کے لئے کم از کم ایک جملہ اور مقرر کر دے - کیونکہ "خط کا مضمون بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر" والے لوگ تو رخصت ہوئے) ٭

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ستائیسویں سالانہ اجتماع

کی

مختصر روداد

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اُس نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو اپنا ستائیسواں سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ قریباً ایک ماہ سے اس اجتماع کی تیاریاں نظر آرہی تھیں مہتمین مرکزیہ اور منتظمین کی انتھک کوششوں سے اس اجتماع کی تیاریاں مکمل ہوئیں۔ اور خدام احمدیت کو ایک بار پھر اکٹھے ہو کر دعاؤں اور ذکر الٰہی میں چند ایام گزارنے کا موقعہ ملا۔

۱۶ اخاء کی شام سے ہی ملک کے طول و عرض سے خدام احمدیت جوق در جوق اپنے سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے ربوہ پہنچنے شروع ہو گئے تھے ۱۷ اخاء کی صبح کو سات بجے سے گیارہ بجے تک خدام مقام اجتماع میں داخل ہونے کے ٹکٹ حاصل کر کے مقررہ قطعات میں اپنے اپنے خیمے نصب کرتے رہے گیارہ بجے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے جملہ انتظامات کا معائنہ فرمایا اور جملہ ہدایات دیں۔۔۔۔

افتتاح:۔

تین بجے بعد دوپہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مقام اجتماع میں تشریف لا کر اپنے بصیرت افروز خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ اس اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے خدام احمدیت کو ان کے اصلی اور حقیقی پروگرام کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کے سارے پروگرام انسان کی بنیادی قابلیتوں کی نشوونما اور ترقی کے لئے بنائے گئے ہیں۔

۱۷-۱۸-۱۹ اخاء یہ تین بابرکت ایام اجتماع جس روحانی اور پاکیزہ ماحول میں گزرے اس کا اندازہ تو وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کو اس میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ تاہم قارئین "خالد" کے لئے اس اجتماع کے پروگراموں کی چند جھلکیاں درج کی جاتی ہیں۔ پروگرام روزانہ صبح چار بجے نماز تہجد کی ادائیگی سے شروع ہو کر قریباً گیارہ بجے شب تک جاری رہتا تھا۔ اس اجتماع میں ۷۴۴ مجالس کے تقریباً اڑھائی ہزار خدام نے شرکت کی۔ زائرین جو وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے ان کی تعداد چار سو تھی۔

درس

ان بابرکت ایام میں خدام کو باجماعت نماز تہجد اور پنجگانہ نمازوں کی بالالتزام ادائیگی کے علاوہ

قرآن کریم، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے درس سننے کا موقعہ ملا۔ اجتماع کے پہلے روز نماز مغرب و عشاء کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے قرآن مجید کا درس دیتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی اجتماع کے دوسرے دن نماز فجر کے بعد محترم سید محمود احمد صاحب ناصر نے قرآن مجید کا درس دیا جس میں آپ نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات کا ترجمہ و تفسیر بیان فرمائی اس روز نماز مغرب کے بعد محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور مربی سلسلہ احمدیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں تقویٰ اور دعا کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

اجتماع کے تیسرے روز نماز فجر کے بعد محترم خالد سیف اللہ صاحب نے جدید سائنسی وعلمی تحقیقات کا قرآن مجید سے ثبوت دیا۔ تقریباً دس بجے (صبح) محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا درس دیا۔

مجلس شوریٰ

اس اجتماع میں مجموعی طور پر تین بار خدام کی مجلس شوریٰ کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں ملک بھر میں پھیلی ہوئی مجالس خدام الاحمدیہ کے ۲۰۶ نمائندوں نے شرکت کی (بشمول نمائندے مجالس خدام الاحمدیہ مشرقی پاکستان سے تشریف لاکر شامل ہوئے۔ اجتماع کے پہلے روز تین سب کمیٹیوں کا قیام عمل میں آیا۔

پہلی سب کمیٹی اعتماد کی تھی جس کے صدر مکرم چوہدری خالد سیف اللہ صاحب لائلپور اور سیکرٹری مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے اس سب کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد ۴۲ تھی۔

دوسری سب کمیٹی مال کی تھی جس کے صدر مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب اور سیکرٹری مکرم ملک مبشر احمد صاحب لائلپور تھے۔ اس سب کمیٹی میں کل ۲۹ ممبران تھے۔

تیسری سب کمیٹی اشاعت کی تھی جس کے صدر مکرم منور احمد صاحب جاوید قائد ضلع لاہور اور سیکرٹری مکرم محمد اسلم صاحب شاد مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے اس سب کمیٹی کے کل ممبران ۱۷ تھے۔

دوسرے روز ان سب کمیٹیوں کے صدروں نے رپورٹیں پیش کیں۔ ایک پرسکون ماحول میں مختلف تجاویز پر مشورہ کیا گیا۔ ایجنڈے کی دیگر تجاویز کے علاوہ نئے سال کے لئے بجٹ پر بھی غور کیا گیا۔ اور نئے سال کے لئے تقریباً سوا دو لاکھ کا بجٹ منظور کئے جانے کی سفارش کی گئی۔

انتخاب صدر

امسال سالانہ اجتماع پر مجلس شوریٰ نے آئندہ دو سال کے لئے نئے صدر خدام الاحمدیہ کے تقرر سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سفارش بھی پیش کرنا تھی۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کے مطابق محترم جناب میر داؤد احمد صاحب سابق صدر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ۱۸ اخاء کو بعد دوپہر مجلس شوریٰ کے اجلاس میں تشریف لاکر انتخاب کرایا مجلس شوریٰ نے ۷ خدام کے نام صدر مجلس کے لئے پیش کئے جن میں سے حسب قواعد آراء کی تعداد کے لحاظ سے پہلے تین نام (۱) محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ایم۔ اے۔ (۲) محترم رفیق احمد صاحب ثاقب ایم ایس سی (۳) محترم عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔ اے شاہد) حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کثرت رائے کے حق میں آئندہ دو سال کے لئے مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کو آئندہ دو سال کے لئے بطور صدر خدام الاحمدیہ منظور فرمایا۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو احسن طریق پر یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم خدام کو آپ سے کامل تعاون اور مکمل اطاعت کا عملی ثبوت پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا کرے کہ ہماری مجلس کا ہر نیا قدم ترقی کی طرف ہی بڑھتا چلا جائے۔

تلقین عمل

اجتماع کے دوران دو مرتبہ تلقین عمل کا پروگرام رکھا گیا۔ اجتماع کے دوسرے روز محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ محترم سید کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا، محترم راجہ ناصر احمد صاحب قائد علاقہ سرگودھا اور محترم مولوی مطیع الرحمان صاحب نمائندہ مشرقی پاکستان نے خدام سے خطاب فرمایا۔ مولوی مطیع الرحمان صاحب نمائندہ مشرقی پاکستان نے خدام سے خطاب فرمایا مولوی مطیع الرحمان صاحب کا خطاب بنگالی میں تھا جس کا ترجمہ تقریر کے مابعد مکرم محمد انیس الرحمان صاحب شاہد نے کیا۔

تلقین عمل کے دوسرے اجلاس میں پانچ مہتممین مرکزیہ کے علاوہ محترم صدر مجلس نے بھی خدام کو اپنے خطاب سے نوازا۔

الوداع

اجتماع کے آخری روز ایک تقریب میں جملہ خدام کی طرف سے محترم رفیق احمد صاحب ثاقب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام الاحمدیہ سے انصار اللہ میں جانے والے مجلس مرکزیہ کے ارکان کو الوداع کہتے ہوئے کہا کہ ہمارے یہ جدا ہونیوالے ارکان صدر مجلس محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر اوّل مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر مکرم مبارک احمد صاحب انصاری مہتمم صنعت و تجارت اور مکرم الحاج منیر احمد صاحب عارف مہتمم مقامی ہیں اور محترم صدر مجلس کی خدمت میں ایک خاص ایڈریس بھی پیش کیا گیا۔ جس میں آپ کی مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے شبانہ روز کوششوں کو سراہا گیا۔ اور آئندہ زندگی کے مختلف مراحل میں کامیابی و کامرانی کے لئے دُعا کی گئی۔

صنعتی نمائش

امسال اجتماع کے موقع پر مجلس مرکزیہ کے شعبہ صنعت و حرفت کی طرف سے ایک صنعتی نمائش کا

بھی اہتمام کیا گیا۔جس میں مجلس مرکزیہ کے علاوہ لائلپور
سرگودھا۔ کراچی اور مشرقی پاکستان کی مجالس نے
خدام کی تیار کردہ متعدد خوبصورت اور دیدہ زیب
مصنوعات نمائش کے لئے پیش کیں۔ یہ صنعتی نمائش
خدام اور زائرین کے لئے دلچسپی کا باعث بنی رہی۔
یہ نمائش رنگ برنگ کے برقی قمقموں سے مزین
تھی اور اپنی دلکشی اور جاذبیت کی وجہ سے اکثر
اوقات خدام و زائرین کا مرجع رہی۔

اجتماع کے دوسرے روز نماز مغرب کے بعد
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب مقام اجتماع
میں تشریف لائے تو حضور نے اس صنعتی نمائش کا بھی
معائنہ فرمایا اور حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں شعبہ
صنعت و تجارت کی طرف سے ایک گلدستہ بھی
پیش کیا گیا۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات۔

ان بابرکت ایام میں پروگرام کے تحت متعدد
علمی و ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔جن میں خدام نے
بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ جملہ خدام کی دینی و
علمی حالت کا جائزہ لینے کے لئے قرآن مجید اور
عام دینی معلومات کے دو پرچے بھی لئے گئے۔ علمی
پروگراموں کے تحت اجتماع کے دوسرے روز دس بجے
شب علمی و مذہبی سوالات کے جوابات کی مجلس منعقد
ہوئی جسمیں خدام نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ خدام
کی طرف سے کئے جانے والے سوالات کے جوابات
مکرم مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس۔ مکرم سید
محمود احمد صاحب ناصر۔ مکرم پروفیسر بشارت الرحمن
صاحب۔ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور
مکرم خالد سیف اللہ صاحب (بی ایس سی) نے دیئے۔

تقسیم انعامات

اجتماع کی اختتامی تقریب منعقد ہونے
سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۳ بجے
سہ پہر مقام اجتماع میں تشریف لائے۔ کرسئی صدارت
پر رونق افروز ہونیکے بعد حضور نے مختلف مقابلہ جات
میں امتیاز حاصل کرنے والے خدام کو مصافحہ کا
شرف بخشا۔ مجالس اطفال الاحمدیہ میں سے اوّل
آنے والی مجلس سیالکوٹ شہر کو علم انعامی عطا
فرمایا۔ لائلپور اور ڈرگ روڈ (کراچی) کی مجالس جوکہ
علی الترتیب دوم اور سوم آئی تھیں ان کو سندات
دی گئیں۔ علاوہ ازیں قیادتہائے اضلاع کی
کارگذاری میں مجلس ضلع سرگودھا ضلع ملتان اور
ساھیوال و ضلع لائلپور کو انعامات اور اسناد
دی گئیں۔ یہ مجالس علی الترتیب اوّل دوم اور سوم
قرار پائی تھیں۔

اختتامی اجلاس

علمی و دینی مصروفیات اور ذکر الٰہی کے
ماحول میں تین دن جاری رہنے کے بعد یہ اجتماع
کامیابی اور خیروخوبی کے ساتھ اپنے اختتام
کے آخری مراحل کو پہنچا۔ اختتامی اجلاس سیدنا
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
العزیز کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم

کے بعد حضور نے خدام کو اپنے نہایت ہی روح پرور، بصیرت افروز اور ولولہ انگیز خطاب سے نوازا۔ حضور کا یہ خطاب ایک گھنٹہ سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔ اس خطاب کے بعد حضور نے جملہ خدام سے ان کا عہد دُہروایا اور ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی اور خدام کو اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔

اس طرح ہمارا یہ ستائیسواں اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ۔

منتظمین اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ

۱- مکرم محترم میر محمود احمد صاحب ناصر۔ انتظام سٹیج و لاؤڈ سپیکر
۲- ، ، چوہدری حمید اللہ صاحب۔ ، خوراک
۳- ، ، رفیق احمد صاحب ثاقب۔ ، شوریٰ
۴- ، ، چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال۔ ، صفائی و آب رسانی
۵- مکرم محترم عبدالرشید صاحب غنی۔ انتظام مقام اجتماع
۶- ، ، مبارک احمد صاحب انصاری۔ ، نمائش
۷- ، ، مرزا انس احمد صاحب۔ ، اندرون
۸- ، ، مولوی عبدالشکور صاحب۔ ، بیرون
۹- ، ، عبدالرزاق صاحب۔ ، ورزشی مقابلہ جات
۱۰- ، ، اللہ بخش صاحب۔ ، علمی مقابلہ جات
۱۱- ، ، منور شمیم صاحب خالد۔ ، سپلائی
۱۲- ، ، محمد اسلم صاحب شاد۔ ، طبی امداد و اشاعت
۱۳- ، ، عطاء المجیب صاحب راشد۔ ، اجتماع اطفال
۱۴- ، ، مبارک مصلح الدین احمد صاحب۔ ، روشنی
۱۵- ، ، محمد اسلم صاحب صابر۔ ، حفاظت دفتر وغیرہ

(مرتبہ: حیدر علی صاحب ظفر شاہد۔ ربوہ)

ہر قسم کی عمارتی لکڑی بازار سے بارعایت خریدنے کیلئے
دیودار ہو یا کیل
پڑتل ہو یا چیل
گلوب ٹمبر
۲۵- نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور
فون نمبر ۶۲۶۱۸
لائلپور ٹمبر سٹور
راجباہ روڈ - لائلپور
فون نمبر ۳۸۰۸
تشریف لائیں
معیار اعلیٰ
نرخ ارزاں
ایک مرتبہ آزمائش کیجیے

خیالِ خاطرِ احباب
عزیز احباب کی خاطر مدارات، ہماری تہذیبی روایات کا
قیمتی سرمایہ ہے۔ مہمان نوازی کی روایات کو برقرار
رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مہمانوں کی خدمت میں شیزان
پیش کیجئے۔ شیزان تازہ پھلوں کا رس مزیدار بھی ہے
اور صحت بخش بھی!
مالٹا۔ آم۔ سیب۔ انار۔ آلو بخارا اور لیمونیڈا
قدرتی ذائقوں میں دستیاب ہے۔
مہمان یا میزبان ——— سب کی پسند شیزان!
شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ ——— لاہور
شیزان
ORIENT